الترویج والتزویر فی الآثار
اسلامی تبرکات میں ملاوٹ
سوادِ اعظم
تحقیق و تالیف
سید نعیم الدین نعیمی
الآثار دی میوزیم آف میلاد مصطفیٰ ﷺ پاکستان

الترویج و التزویر فی الآثار

اسلامی تبرکات میں ملاوٹ

تحقیق و تالیف: سید زعیم الدین نعیمی
(رئیس خدام الآثار، دی میوزیم آف محمد مصطفیٰ ﷺ، پاکستان)

www.tmmm.co.uk

fb.com/tmmmuk fb.com/tmmmpk fb.com/tmmmind

+44 7790480262 +92 3217866312 +91 9619721603

پیشکش: دی میوزیم آف محمد مصطفیٰ ﷺ

نام کتاب : الترویج و التزویر فی الآثار۔
(اسلامی تبرکات میں ملاوٹ)

تحقیق و تالیف : سید زعیم الدین نعیمی قادری

اشاعت : مئی ۲۰۱۹

پیشکش : دی میوزیم آف محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

انتساب

خادم الآثار سید محمد ریاض ولی برکاتی محمدی مدظلہ

خادم الآثار و سرپرست اعلیٰ
"دی میوزیم آف محمد مصطفیٰ ﷺ"

آثار و تبرکات میں اپنی انتھک محنت، تحقیق و تعلیمات
کی بنا پر امام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

Email: info@tmmm.co.uk
WhatsApp: +44 7790480262

فہرست

پیش لفظ

وجہ تخلیقِ کائنات، راحتِ قلب و سینہ، فیض گنجینہ، صاحبِ معطر پسینہ، سرکار ابد قرار، بیکسوں کے مدد گار، شفیعِ روزِ شمار، دوعالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار، رحمت للعالمین، خاتم النبیین، راحت العاشقین، مراد المشتاقین، نورِ مجسم، شہنشاہِ بنی آدم، رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نامِ نامی اسمِ گرامی و ذاتِ بابرکات نے کائنات کے ذرہ ذرہ کو اپنے برکتوں سے نوازا، کل کائنات کا وجود اسی ذات کی برکت سے ہے، حضرت آدم علیہ السلام نے زمین پر تشریف لاکر اسی نام سے تبرک و قرار حاصل کیا۔ اگلے انبیاء کرام علیہم السلام اور امتیں سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ذکر کرتے اور برکتیں حاصل کرتے۔ امتیں اپنے اور اگلے انبیاء کرام کے تبرکات کو سینے سے لگاتی آئی ہیں اور جنگوں میں فتح اسی کی برکت سے پائی۔ نبی کریم ﷺ کے تبرکات کو صحابہ کرام سنبھالتے آئے، اولیاء عظام کے سروں کا تاج بنے، اور ان کی تعظیم کا سلسلہ جاری ہے۔

بے حد رنج و الم، دکھ و افسوس کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ حبِ مال وحبِ جاہ میں جو اِس امت نے آج کرنا شروع کیا اس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔ انبیاء کرام،

صحابہ کرام، اولیاء اللہ کے تبرکات میں ملاوٹ، خود ساختہ اشیاء کو بطور تبرکات ان پاک ہستیوں سے منسوب کرنے کی جسارت، جو اِس دور میں دیکھی جا رہی ہے، چشمِ فلک نے یہ سب پہلے نہ دیکھا تھا۔ اِس پر فتن دور میں آئے دن نئے نئے فتنے سر اُٹھا رہے ہیں اور علماء کرام ان کی سرکوبی کر کے اپنا دینی فریضہ انجام دیتے آئے ہیں، وہاں جعلی تبرکات کا یہ نیا فتنہ سر اُٹھا رہا ہے، علماء کرام سے دست بستہ گزارش ہے کہ اس رسالہ میں پیش کی گئی تحقیق پر غور و فکر کریں، اور امتِ مسلمہ کو اس فتنے سے آگاہ فرما کر اپنا ایک اور دینی فریضہ سر انجام دیجئے۔

ہم یہ سب اس لئے نہیں بیان کر رہے کہ ہم اپنے آپ کو بہت ہوشیار یا عقلمند سمجھتے ہیں۔ مگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جو جانتے ہیں اور جو دھوکے ہم دیکھ چکے ہیں اس پر لوگوں کو مطلع کریں تاکہ لوگوں کی عقیدتوں سے کھیلنا بند کیا جائے اور عوام و خواص کے خون پسینہ کی کمائی کو ہتھیانے کے اس نئے راستے کو بے نقاب کیا جائے۔

رسالہ کا پہلا حصہ **ترویج** آثار پر ہے جس میں آثار کی اقسام، تاریخ، تدوین، حفاظت وغیرہ کا بیان ہے۔ نصف ثانی میں **تزویر** آثار کے بیان میں موجودہ دور میں آثار کے نام پر ہونے والی خرافات، تخریبات، ایجادات اور لوٹ مار کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ اس رسالہ میں پیش کی گئی تحقیق اور انکشافات کے ذریعے لوگوں کے اموال و عقیدتوں کی حفاظت ہو، جعل ساز توبہ کر کے راہِ ہدایت پا جائیں اور صاحبانِ منبر و محراب کو یہ پیغام سمجھنے اور آگے پہنچانے میں کامیابی حاصل ہو۔ آمین بجاہِ النبی الامین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين ،
نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.
اما بعد فاعوذ بالله من الشطين الرجيم ، بسم الله الرحمن الرحيم

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

يَٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۷۰﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۱﴾ ﴿الأحزاب﴾

اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو۔ تمہارے اعمال تمہارے لئے سنوار دے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی۔

آثار کی تعریف:

عہد قدیم یا اسلاف کے زمانہ کی ہر وہ شے جس کی کچھ تاریخی حیثیت ہو اس کو آثار کہتے ہیں۔ مثلاً: قدیم برتن، تلواریں، کپڑے وغیرہ۔

تبرکات کی تعریف:

ایسے تمام آثار جن سے برکت حاصل کی جائے تبرکات کہلاتے ہیں۔ مثلاً: نبی

کریم ﷺ کے موئے مبارک، نعلین پاک، غلافِ کعبہ، حجر اسود وغیرہ۔

تبرکات کی اقسام:

دی میوزیم آف میلادِ مصطفیٰ ﷺ نے پہچانِ مراتب کے لئے آٹھ اقسام ترتیب دی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

قسم اول: وہ تبرکات جو نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر کا مبارک حصہ ہوں اور اپنی اصلی حالت میں موجود ہیں۔ مثلاً: سر یا داڑھی شریف کے موئے مبارک، مبارک ناخن، دندان مبارک کا حصہ۔

ان کی خرید و فروخت سخت حرام ہے۔ خدام ان تبرکات کے مالک نہیں، کسی کو اپنی مرضی سے یہ تبرکات نہیں دے سکتے۔ بلکہ اللہ عزوجل کے حکم پر، نبی کریم ﷺ کے حکم پر، یا استخارہ کی مدد سے کوئی اشارہ پاکر کسی کو ان کا خادم بنایا جاتا ہے۔

قسم دوم: وہ تبرکات جو نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر کا مبارک حصہ ہوں، صحابہ کرام یا متقدمین نے کسی چیز میں تبرکاً، احتراماً یا کسی اور حکمت کی بنا پر ملا لئے ہوں۔ مثلاً: پسینہ مبارک جو کہ عطر میں ملایا گیا یا مبارک لعاب دہن جو پانی یا عطر میں ملایا گیا۔

اس قسم کے تبرکات کی خرید و فروخت کا حکم بھی قسم اول جیسا ہے۔

قسم سوئم: وہ تبرکات جو نبی کریم ﷺ کے جسم مبارک سے مس ہوئے یا زیرِ استعمال رہے۔ مثلاً: مبارک پیراہن (عمامہ، جبہ، قمیض، چادر، انگشتری، نعلین)، نقشِ پا، ہاتھ مبارک کا نقش، مبارک تلواریں، مبارک مشکیزہ، مبارک چراغ

وغیرہ۔

ان میں سے چند کی خرید و فروخت کچھ شرائط کے تحت کی جاسکتی ہے۔ اور خریدار کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ جانچ کرے کہ آیا ان تبرکات کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف درست طور سے کی جارہی ہے یا ان کی کچھ نسبت نہیں۔ اس ضمن میں کسی بھی قسم کی علمی و تحقیقی خدمات کے لئے میوزیم کے ماہرین حاضر ہیں۔

قسم چہارم: وہ اشیاء جن کے ذریعے اوپر والی تین اقسام کے تبرکات کی خدمت کی گئی ہے یا ان سے برکت حاصل کی گئی ہو۔ مثلاً: مبارک کپڑا جس میں رکھ کر موئے مبارک کو غسل دیا گیا، شہد یا پانی جس میں موئے مبارک کو برکت و شفاء حاصل کرنے کے لئے رکھا گیا۔

اس قسم کے تبرکات کی خرید و فروخت کا حکم بھی قسم سوئم جیسا ہے۔

قسم پنجم: وہ تبرکات جن کا تعلق اہلِ بیت اطہار یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ہو۔ اس میں درجات ہیں: اول درجہ میں ایسے تبرکات ہیں جو جسم پاک کا حصہ ہوں جیسے موئے مبارک، اس درجہ کے تبرکات کی خرید و فروخت قسم اول کی طرح سخت حرام ہے۔ دوسرے درجہ میں ان پاک ہستیوں کی استعمال شدہ اشیاء آتی ہیں جیسے برتن، نعلین، پیراہن وغیرہ۔ درجہ دوم کے تبرکات کی خرید و فروخت کا حکم بھی قسم سوئم جیسا ہے۔

قسم ششم: اس قسم میں مزید تین اقسام ہیں۔

1. مبارک غلاف جو نبی کریم ﷺ کے روضہ سے متصل سنہری جالیوں کے اندر سے تعلق رکھتے ہیں، اور خانہ کعبہ کی اندرونی دیواروں اور چھت پر

لگے غلاف۔

2. غلافِ کعبہ جو خانہ کعبہ کی دیواروں پر بیرونی جانب لٹکایا جاتا ہے۔

3. مسجد حرم کعبہ و مسجد النبوی الشریف میں بچھائے جانے والے قالین۔

مبارک غلاف دو ادوار کے ملتے ہیں، دورِ خلافتِ عثمانیہ اور دورِ حاضر یعنی سعودی دور۔

اگرچہ حکماً ان کی خرید و فروخت جائز ہے اور خریدار کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ جانچ کرے کہ آیا ان تبرکات کی نسبت درست طور سے کی جارہی ہے یا ان کی کچھ نسبت نہیں۔ اس ضمن کسی بھی قسم کی علمی و تحقیقی خدمات کے لئے میوزیم کے ماہرین حاضر ہیں۔

لیکن یہ وہ قسم ہے جس میں شائد سب سے زیادہ دھوکہ دیا جارہا ہے اور نقلی غلاف خانہ کعبہ اور روضۂ رسول ﷺ سے منسوب کرکے بیچے جاتے ہیں۔ ترکی کے مشہور توپ کاپی میوزیم کے بعد، دی میوزیم آف میلادِ مصطفیٰ ﷺ دوسرا میوزیم ہے جہاں اس قسم کے اصلی تبرکات سب سے بڑی تعداد میں موجود ہیں۔

قسم ہفتم: وہ تبرکات جن کا تعلق غوثِ اعظم، محبوب سبحانی، محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے ہو۔ اس میں درجات ہیں: اول درجہ میں ایسے تبرکات ہیں جو جسم پاک کا حصہ ہوں جیسے موئے مبارک، اس درجہ کے تبرکات کی خرید و فروخت قسم اول کی طرح سخت حرام ہے۔ دوسرے درجہ میں غوثِ اعظم کی استعمال شدہ اشیاء آتی ہیں جیسے برتن، نعلین، پیراہن وغیرہ۔ درجہ دوم کے تبرکات کی خرید و فروخت کا حکم بھی قسم سوئم جیسا ہے۔

یہ وہ آخری قسم ہے جہاں تک دی میوزیم آف میلادِ مصطفیٰ ﷺ اپنی خدمات

انجام دیتا ہے۔

قسم ہشتم: وہ تبرکات جن کا تعلق دیگر اولیاء کاملین و مشائخ سے ہو۔ اس میں درجات ہیں: اول درجہ میں ایسے تبرکات ہیں جو جسم پاک کا حصہ ہوں جیسے موئے مبارک، اس درجہ کے تبرکات کی خرید و فروخت قسم اول کی طرح سخت حرام ہے۔ دوسرے درجہ میں استعمال شدہ اشیاء آتی ہیں جیسے برتن، نعلین، پیراہن وغیرہ۔ درجہ دوم کے تبرکات کی خرید و فروخت کا حکم بھی قسم سوئم جیسا ہے۔

اس قسم میں داخل تبرکات کی خدمات سے دی میوزیم آف میلادِ مصطفیٰ ﷺ ترجیحاً اجتناب کرتا ہے، کیونکہ ان کی جانچ پرکھ کٹھن اور کبھی تو ناممکن ہو جاتی ہے۔ مزید یہ کہ اس قسم کے احاطہ میں آنے والے تبرکات کی تعداد اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ ان کی خدمات کے لئے میوزیم کے محدود اسباب ناکافی ہیں۔

آثارِ نبوی ﷺ سے برکت حاصل کرنے کے چند واقعات

حضرت سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں: یہ رسول اللہ ﷺ کا جبہ ہے یہ حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس تھا۔ ان کے وصال کے بعد یہ جبہ میں نے حاصل کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ اس جبہ کو زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ ہم اس جبہ کو بیماروں کے لئے غسل دیتے ہیں۔ اس کی برکت سے ہم شفاء حاصل کرتے ہیں۔[1]

حضرت عثمان بن عبد اللہ بن موہب ارشاد فرماتے ہیں کہ: ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک چاندی کی ڈبیہ تھی، جس میں سرکار دو عالم ﷺ کے چند موئے مبارک تھے۔ جب کسی شخص کو نظر لگ جاتی یا کوئی اور بیماری

[1] سنن ابي داؤد [كتاب اللباس و الزينة ، رقم(٢٠٦٩)]

ہوتی تو وہ پانی کا برتن ام المؤمنین کے پاس بھیج دیتا (وہ اس میں نبی کریم ﷺ کے بال مبارک والی ڈبیہ ڈبو دیتیں)۔[1]

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنی ٹوپی میں رسول اللہ ﷺ کا ایک بال مبارک رکھا ہوا تھا، جب بھی وہ کسی جنگ میں شرکت کرتے تو اسی بال مبارک کی برکت سے فتح و نصرت پاتے۔ جنگ یمامہ میں وہ ٹوپی گر گئی تو آپ بڑی تیزی سے اس کی طرف لپکے۔ صحابہ نے ان سے اس فعل پر تعجب کیا تو فرمانے لگے کہ میں نے اس ٹوپی کی قیمت کی وجہ سے ایسا نہیں کیا، بلکہ اصل بات یہ ہے کہ اس ٹوپی میں اللہ کے پیارے رسول ﷺ کا بال مبارک ہے۔ مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ یہ ٹوپی مشرکوں کے ہاتھ لگ جائے۔[2]

حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ انصاری صحابی ہیں، غزوہ بدر میں بھی شریک ہوئے۔ انہوں نے ایک دن سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میری خواہش ہے کہ آپ میرے ہاں تشریف لا کر میرے گھر میں نماز ادا فرمائیں۔ جس جگہ آپ نماز ادا فرمائیں گے میں اس جگہ کو نماز گاہ بناؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اچھا میں ان شاء اللہ ایسے ہی کروں گا۔ چنانچہ سرکار دو عالم ﷺ اسی مقصد کیلئے دوسرے روز ہی ان کے ہاں تشریف لے آئے۔[3]

اختصار کے مدِ نظر فقط چند احادیث یہاں پیش کی گئی ہیں۔ اگرچہ انبیاء، صالحین و تبرکات سے برکت حاصل کی روایت کثرت سے کتب میں مروی ہیں۔ مندرجہ بالا احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک، پیراہن بلکہ

[1] صحیح البخاری [کتاب اللباس ، باب ما یذکر في الشیب، رقم(٥٨٩٦)]

[2] عمدة القاري شرح صحيح البخاري (جلد ٣، صفحة ٣٧)

[3] صحیح البخاری [کتاب الصلاة ، باب المساجد في البیوت، رقم(٤٢٥)]

جہاں آپ نے ایک دفعہ قدم مبارک لگا دیئے وہ مقامات بھی برکت والے ہیں اور ان سے برکت حاصل کرنا صحابہ کا طریقہ ہے۔

قاضی عیاض رحمتہ اللہ اپنی شہرہ آفاق کتاب "الشفاء" میں فرماتے ہیں کہ: "حضور ﷺ کی عظمت و احترام میں سے یہ بھی ہے کہ جو چیز بھی آپ ﷺ سے منسوب ہو اس کی عزت و عظمت کی جائے۔ آپ ﷺ کی محافل مقدسہ، مقامات معظمہ، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور دیگر مکاناتِ منسوبہ اور ہر وہ چیز جس کو آپ ﷺ نے کبھی چھوا ہو **یا جو آپ ﷺ کے ساتھ مشہور ہو گئی ہو** ان سب کی تعظیم و توقیر کرنا (اسی طرح لازم ہے جس طرح آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر واجب ہے)۔"[1]

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں

سرکارِ دو عالم ﷺ نے اپنی اور اپنے اہلِ و عیال کی معیشت میں کبھی فراخی کو روا نہیں رکھا، صرف اتنا خرچ کرتے جو بیحد ضروری ہوتا، آپ ﷺ دوسروں میں درہم و دینار کے انبار تقسیم فرماتے، اور خود اپنے گھر میں یہ حال ہوتا کہ کئی کئی وقت چولہا گرم کرنے کی نوبت نہ آتی۔ زیب تن کرنے کے لئے ایک عمامہ، تہبند، اور موٹی چادر کے سوا کچھ نہ ہوتا۔[2]

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: "نبی کریم ﷺ کے پاس کبھی ضرورت کی کوئی چیز ایک سے زیادہ نہیں ہوئی۔ آپ ﷺ کے پاس نہ

---

[1] قاضي عياض في «الشفاء» [القسم الثاني، الباب الثالث؛،الفصل السابع "اعزاز و اكرام من له صلة به"]

[2] النبهاني في «وسائل الوصول إلى شمائل الرسول» (باب: ٣)

کبھی دو قمیص ہوئے، نہ دو چادریں، نہ دو تہبند، نہ دو جوڑے جوتوں کے۔ آپ ﷺ کے قمیص کی آستینیں ہاتھ کے گٹوں تک ہوتی تھیں"[1]

امام قاضی عیاض اپنی کتاب "الشفاء" میں رقمطراز ہیں: "آپ ﷺ نے دنیا سے اس حالت میں کوچ فرمایا کہ آپ ﷺ کی ذرہ آپ ﷺ کے عیال کے خرچ میں گروی پڑی ہوئی تھی[2]۔ آپ ﷺ خرچ لباس اور رہائش میں اسی قدر اکتفا کیا ہوا تھا، جتنے سے آپ ﷺ کی ضرورت پوری ہو سکے۔ ماسوا میں آپ ﷺ زاہد تھے، جو بھی آپ ﷺ کو لباس مل جاتا اسی کو پہن لیتے۔ اکثر آپ ﷺ کا لباس عمامہ اور گاڑھے کپڑے کی چادر اور گھنا تہبند ہوتا اور دیباج کی سنہری قبائیں حاضرین پر تقسیم فرما دیتے اور جو موجود نہ ہوتا اس کے لئے اٹھا رکھتے۔"[3]

نبی کریم ﷺ کا جنگی ساز و سامان

سرکار دو عالم ﷺ کے ترکہ و استعمال شدہ اشیاء کی ایک فہرست یہاں پیش کی جاتی ہے۔ یہ مختصر رسالہ اس تفصیل کا متحمل نہیں کہ ترکہ کی تمام اشیاء کی تفصیل بھی لکھی جائے۔ مثلاً وہ کہاں سے آئیں، بعد میں کہاں گئیں وغیرہ، یہ تفصیل سیرت کی کتب میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

تلواریں: (۱) ماثور (۲) العضب (۳) ذوالفقار (۴) القلعی

---

[1] النبهانی في «وسائل الوصول إلى شمائل الرسول» (باب: ٣)

[2] صحيح البخارى [كتاب المغازي ، رقم(٤٤٦٧)]

[3] قاضي عياض في «الشفاء» [القسم الاول، الباب الثانى،الفصل التاسع"ما يتلق بالمال والمتاع"]

(۵)البتار(۶) الحتف (۷) المخذم (۸) الرسوب (۹)القضیب۔ یہ تمام تلواریں محفوظ ہیں اور ان کی تصاویر آگے تصویری صفحات میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

زِرہیں:(۱)ذات الفضول (۲) ذات الوشاح (۳)ذات الحواشی (۴)السعدیہ (۵)فضہ (۶)البتراء (۷)الخرنق۔

کمانیں: (۱) الزوراء (۲)الروحاء (۳) الصفراء (۴) شوحط (۵)الکتوم (۶)السداد۔

ڈھالیں:(۱)الزلوق (۲) الفتق (۳)ایک ڈھال جس پر عقاب کی تصویر تھی، آپ ﷺ کو بطور تحفہ پیش کی گئی، آپ ﷺ نے اس تصویر پر ہاتھ رکھا تو وہ غائب ہوگئی۔

نیزے:(۱)المثوی (۲)المثنی (۳)البیضاء (۴)الرمح (۵)العنزہ (۶)السداد۔

دیگر جنگی سامان:

ان جنگی سامان و ہتھیار کے علاوہ آپ ﷺ کے پاس (۱) ایک ترکش تھا جسے "کافور" کہا جاتا تھا، (۲) ایک کمر بند تھا جو چمڑے کا تھا جس میں چاندی کے تین حلقے تھے، (۳) ایک خیمہ تھا جسے "کِن" کہا جاتا تھا، (۴) لوہے کی خود (ٹوپی) تھی

جسے "سبوغ" اور "ذوالسبوغ" کہا جاتا تھا اور (۵) ایک دوسری لوہے کی ٹوپی (خود) تھی جس کو "موشح" کہا جاتا تھا۔

عصاء: (۱) آپ ﷺ کے پاس ایک ٹیڑھے سر والا عصا مبارک بھی تھا (جسے کھونڈی کہا جاتا ہے) جس کا نام "محجن" تھا، یہ ایک گز کے برابر یا کچھ زائد تھا۔ آپ ﷺ اس کے سہارے چلتے اور سوار ہوتے اور اونٹنی پر اپنے سامنے لٹا دیتے تھے۔ (۲) ایک دوسرا عصا مبارک تھا جس پر آپ ٹیک لگاتے، اس کا نام "عرجون" تھا۔ (۳) اور ایک لاٹھی شوحط درخت کی تھی جس کو "ممشوق" کہا جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی گھریلو سامان

پیالے: (۱) ایک پیالہ جسے "ریان" کہا جاتا تھا۔ (۲) دوسرے پیالے کا نام "مغیث" تھا۔ (۳) ایک اور پیالہ "مضیب" تھا جسے تین جگہ چاندی کی زنجیر یا کیل سے مضبوط کیا گیا تھا۔ (۴) ایک پیالہ لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ (۵) ایک پیالہ کانچ کا تھا۔

(۶) ایک بہت بڑا پیالہ جس کو "غزاء" کہا جاتا تھ، اس کے چار کڑے تھے جسے چار آدمی اٹھاتے تھے۔ (۷) ایک صاع (لکڑی کا پیمانہ جس میں چار کلو غلہ آتا ہے)۔ (۸) ایک مُدّ (صاع کی چوتھائی کے برابر)۔

ایک چھوٹا پتھر کا بنا ہوا برتن جس سے آپ ﷺ وضو فرماتے اس کو "مخضب" کہا جاتا تھا۔ ایک ڈونگہ نما برتن تھا جس کو "صادرہ" کہا جاتا تھا۔ ایک ٹب تھا جو تانبے کا بنا ہوا تھا اور ایک پیتل کا برتن غسل کے لئے تھا۔

نبی کریم ﷺ کے پاس تیل کی شیشی اور چمڑے کی بنی ہوئی اسکندرانی تھیلی تھی جس میں شیشہ جس کا نام "مُدَلّة"، قینچی، مسواک، ہڈی کی بنی کنگھی اور ایک سرمہ دانی تھی۔

ایک چارپائی جس کے پائے ساگوان کی لکڑی سے بنائے گئے تھے۔ ایک بچھونا تھا جو چمڑے سے بنا ہوا تھا اور اس میں کھجور کی چھال بھری گئی تھی۔

جبے: رسول اللہ ﷺ کے پاس تین جبے تھے۔ ایک سبز سندس کا جبہ تھا، ایک طیالسی جبہ تھا اور تیسرا جبہ معلوم نہ ہوا کہ کس کپڑے کا تھا۔

عمامہ: (۱) ایک عمامہ مبارک جس کو "سحاب" کہا جاتا۔ (۲) اور ایک دوسرا عمامہ سیاہ رنگ کا تھا۔

موزے: نجاشی بادشاہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں دو سیاہ موزے ہدیہ کے طور پر بھیجے تھے تو آپ ﷺ نے ان کو پہنا۔

اس کے علاوہ ایک سیاہ بالوں کا بنا اونی کمبل تھا جس پر پالان کے نقشے بنے ہوئے تھے۔[1]

ابن سعد نے اپنی کتاب "طبقات" میں ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے

---

[1] صحيح المسلم [كتاب اللباس ، باالتواضع في اللباس، رقم(٥٤٤٥)]

کپڑے قمیص، چادر اور عمامہ زعفران میں رنگتے تھے۔

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے جسم اقدس پر زرد قمیص، زرد چادر اور زرد عمامہ تھا۔

حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بوقت وصال شریف یہ اشیاء چھوڑیں۔ دو جامہ جرہ (جرہ ایک قسم کی یمنی چادر ہے)۔ ایک ازار (تہبند) یمانی۔ دو جامہ صحاری۔ ہلکلے سرخ ایک قمیض صحاری۔ ایک قمیض سحولی۔ ایک یمنی جبہ۔ ایک خمیصہ یعنی چادر علمدار اور ایک سفید اونی چادر۔ ایک لحاف رنگین جو درس (خوشبودار گھاس) سے رنگا ہوا تھا۔

چارپائی کے تختے چار ہزار درہم میں خریدے گئے

امام زرقانی نے ابن العماد اور الروض الانف کے حوالے سے لکھا ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اسد بن زراہ نے ساگوان کے درخت سے ایک چارپائی تحفہ پیش کی، حضور علیہ الصلوۃ السلام اس پر آرام فرماتے تھے۔ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا وصال مبارک ہوا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا جسد اطہر اسی پر رکھا گیا، بعد میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی وصال کے بعد اس پر رکھا گیا، بعد ازاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے پر اس پر رکھا گیا۔ لوگ اپنے فوت ہونے والوں کو بطور تبرک اسی چارپائی پر رکھا کرتے تھے۔ عہد بنی امیہ میں یہ چارپائی حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس چھوڑے ہوئے مال میں سے فروخت ہوئی عبد اللہ بن اسحاق نے اس کے تختوں کو چار ہزار درہم میں خرید لیا۔

بادشاہی مسجد میں موجود تبرکات: مختصر تاریخ اور فروخت کا واقعہ

یہ تبرکات امیر تیمور کو دمشق کے قاضی اور عمائدین شہر نے ۲۳ جماد الاول ۸۰۳ء کو عطا کئے تھے، اس کے علاوہ ترک سلطان یلدرم بایزید یکم نے دو سال بعد مزید چند تبرکات جو ترکوں کے قبضے میں تھے امیر تیمور کو عطا کئے گئے۔ امیر تیمور پہلے تو ان تبرکات کو تاشقند لے آیا تھا اور پھر اس کے مرنے کے بعد وہ نوادرات اس کی اولاد کے پاس نسل در نسل منتقل ہوتے رہے۔

جب بابر نے ہندوستان فتح کیا تو اس وقت وہ تبرکات کو اپنے ساتھ ہندستان لے آیا۔ تبرکات نبوی شریف کے بشمول کل ۵۰ (پچاس) ایسے تبرکات تھے جو بابر کی وفات کے بعد یکے دیگرے شہنشاہانِ مغلیہ میں چلے آتے رہے۔ مغلیہ خاندان جب روبزوال ہوا تو محمد شاہ کے دور میں وہ تمام نوادرات اس کی بیوی ملکہ زمانی نے اپنی تحویل میں لے لئے۔

جب حالات مزید نامساعد ہو گئے تو ملکہ زمانی ان نوادرات کو فروخت کرنے پر مجبور ہو گئی۔ لہٰذا اس نے وہ تمام تبرکات مبلغ اسی ہزار (۸۰،۰۰۰) روپے کے عوض فروخت کر دیئے۔ جموں کے دو تاجروں (شاہ محمد بازہ اور پیر محمد چٹھہ) نے مل کر ان نادر گوہر ہائے بے بہا کو خرید لیا۔ ان میں سے ۲۷ تبرکات پیر محمد چٹھہ کے حصے میں آئے اور باقی ۲۳ شاہ محمد بازہ کو ملے۔ پیر محمد چٹھہ تبرکات اور نوادرات لے کر رسول نگر چلا گیا۔

بعد میں جب مہان سنگھ (پدر رنجیت سنگھ) نے ۱۷۶۷ء میں چٹھوں کو شکست دے کر رسول نگر پر قبضہ جما لیا تو وہ تمام آثار مبارکہ سکھوں کے ہاتھ لگ گئے۔ رنجیت سنگھ ان تبرکات مبارکہ کا بہت خیال رکھتا تھا۔ چونکہ ہر وقت حملہ کا دھڑکہ لگا

رہتا تھا اس لئے اس نے ان تبرکات کو عارضی طور پر قلعہ مکیریاں بھیجنے کا بندوبست کیا جس پر اس کی ساس سدا کور کا قبضہ تھا۔ بعد میں ایک عجیب حادثہ ہوا کہ قلعہ مکیر کیاں آگ کی لپیٹ میں آگیا لیکن وہ کمرہ جس میں تبرکات مبارکہ رکھے ہوئے تھے (جو کہ قلعہ کے اسلحہ خانے کے بالکل اوپر واقع تھا) آگ کی تباہ کاریوں سے محفوظ رہا۔ اس معجزانہ واقعہ نے ان تبرکات مبارکہ کی اہمیت سدا کور کے دل میں اور زیادہ کر بڑھا دی۔ اس کی موت کے بعد اس کے بیٹے شیر سنگھ نے وہ تمام تبرکات مبارکہ چونڈہ کے قلعہ میں منتقل کر دیئے جہاں سے ہیرا سنگھ انہیں لاہور لے آیا اور اس طرح یہ تبرکات مبارکہ شاہی قلعہ لاہور میں شاہی توشہ خانہ میں محفوظ کر دیئے گئے۔ جہاں ان کی مناسب دیکھ بھال کے لئے مہارانی جنداں نے دو مسلمان حضرات کی خدمات حاصل کیں جن کا نام رسول جوند اور حافظ بدرالدین تھا۔

جب انگریزوں کی عملداری شروع ہوئی تو لارڈ لارنس کے احکام سے وہ تبرکات مبارکہ ۱۸۸۳ء میں انجمن اسلامیہ کی تحویل میں دے دیئے گئے جس کے ممبران نے مناسب خیال کیا کہ ان کو بادشاہی مسجد میں محفوظ کر دیا جائے۔ اس وقت سے لے کر آج تک تمام تبرکات بادشاہی مسجد میں ہی شوکیسوں میں زیر نمائش ہیں اور اب محکمہ آثار قدیمہ کے زیر انتظام ہر خاص و عام کو اذنِ زیارت ہے۔

پیر محمد چٹھہ کے حصہ میں آنے والے ۲۷ تبرکات میں سے کم از کم ۲۳ اب بھی بادشاہی مسجد میں موجود ہیں۔ بادشاہی مسجد کے علاوہ مزید تبرکات فقیر خانہ اور اوچ شریف میں حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمتہ اللہ علیہ کے ورثاء کے پاس محفوظ ہیں۔ اوچ شریف میں سب سے زیادہ اہم آثار مبارکہ میں عصاء مبارک ہے جو سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے منسوب ہے۔

مصر میں موجود آثارِ قدیمہ

مصر میں موجود آثار قدیمہ کو یہاں بیان کرنے کا مقصد یہ معلوم کرنا ہے کہ صدیوں پر محیط اربابِ اختیار اور اکابر علماء کرام کی کاوشوں سے کتنے تبرکات جمع ہو سکے۔ برعکس ترکی کے جہاں اسلامی سلطنت کے خلفاء کا مرکز طویل عرصہ قائم رہا اور دنیا بھر سے تبرکات ترکی لائے جاتے رہے۔ مصر میں اسلامی سلطنت کا مرکز نہ رہا، اور ترکی کی طرح یہاں تبرکات کی آمد نہیں ہوئی۔ مگر یہ ملک ہمیشہ سے علمی حیثیت کا حامل رہا۔

حافظ ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۴ھ) نے بیان کیا ہے: "مجھے پتہ چلا ہے کہ مصر میں ایک مقام ہے جہاں پر نبی کریم ﷺ کے بہت سارے آثار مبارکہ ہیں جو عرصہ طویل میں بہت سے مصری وزراء نے بڑی لگن اور محبت سے جمع کئے ہیں۔ ان میں مکحلہ (سرمہ دانی اور سلائی) اور ایک کنگھی بھی شامل ہے۔"

امام تلمسانی رحمتہ اللہ علیہ (۹۹۳۔۱۰۴۱ھ) رقمطراز ہیں: "میں نے بہت مرتبہ ان آثار مبارک کی زیارت کی ہے جو قاہرہ میں دریائے نیل کے کنارے واقع ایک مکان میں بہت ہی اچھی طرح رکھے گئے ہیں جن میں اور چیزوں کے علاوہ پیالہ مبارکہ کا ایک ٹوٹا ہوا حصہ، ایک نیزہ، ایک چھوٹا سا برتن اور کانٹے نکالنے والا ایک آلہ بھی شامل ہے۔"

اس کے علاوہ اور بھی آثار مبارکہ مصر میں موجود ہیں جو سلاطین مصر نے بڑی کاوش کے بعد ایک عرصہ دراز میں جو صدیوں پر محیط تھا جمع کئے تھے۔ ان میں سب سے اہم مصحف عثمانی ہے۔

جامع القرآن امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے قرآن کے چند نسخے تیار کرواکر مصحفوں کی صورت میں دولتِ اسلامیہ کے مختلف صوبوں میں روانہ کئے تھے۔ مثلاً کوفہ، دمشق اور مکہ مکرمہ وغیرہ۔ ان میں سے ایک نسخہ مصر بھی روانہ کیا گیا تھا۔ اُس وقت سے وہ مصحف شریف ہر آنے والے سلطانِ مصر کی تحویل میں رہا۔ تقریباً ۵۰۰ سال پہلے وہ مصحف شریف اور کچھ دیگر آثار مبارکہ شاہی محلات کے ناقابل دسترس شوکیسوں سے نکال کر قاہرہ میں ایک الگ مقام پر منتقل کر دیئے گئے ہیں جو مقام آثار مبارکہ کے نام سے مشہور ہوا۔ بعد میں وہاں سے ان کو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی تاریخی مسجد میں منتقل کر دیا گیا جہاں سے مسجد طلائی اور پھر وہاں سے مسجد الحسین میں منتقل کر دیئے گئے، جہاں وہ تبرکات مبارکہ آج بھی موجود ہیں۔

دیگر تبرکات کے علاوہ ان میں حضور نبی کریم ﷺ کی ریش مبارک کے چند موئے مبارک، چند شمشیریں، چند جامہ ہائے مبارکہ اور عصائے مبارکہ کے کچھ ٹکڑے شامل ہیں۔ ان تمام آثار مبارکہ کی دیکھ بھال انتہائی ماہرانہ اور پیشہ ورانہ انداز میں کی جاتی ہے۔

مسجد الحسین میں موجود ان تمام آثار کی تعداد کا تخمینہ لگائیں تو یہ کُل تعداد پچاس (۵۰) سے کم ہو گی، جو کئی صدیوں کی کاوشوں کے بعد جمع ہوئے۔

تبرکات کی تحقیق و سائنسی تجربات

جامع مسجد الحسین (قاہرہ، مصر) میں موجود تبرکات پر سائنسی تحقیق

ماضی میں عالمی شہرت یافتہ قاہرہ یونیورسٹی کے شعبہ آثار قدیمہ کی ڈین "ڈاکٹر

سُعاد مہران" تبرکات کی محافظ ہوا کرتی تھیں۔ ۱۹۶۰ء کی دھائی میں انہوں نے انتھک جدوجہد کر کے مسجد الحسین میں موجود تمام آثار مبارکہ کی تاریخی حیثیت کی تدقیق و تحقیق کی اور اس سلسلے میں ریڈیو کاربن ڈیٹنگ ٹیسٹ (radiocarbon dating test) جیسے جدید سائنسی تجربات کر کے مصحف عثمانی اور دیگر معروف آثار مبارکہ کی توثیق اور تاریخیت پر مہرِ تصدیق ثبت کر دی۔

صنعا الجامع الکبیر (صنعا، یمن) میں موجود قرآن کریم پر سائنسی تحقیق

یمن کے شہر صنعا میں موجود قرآن کریم کے قدیم نسخے کا ریڈیو کاربن ڈیٹنگ ٹیسٹ(radiocarbon dating test) کیا گیا اور اس کے کاغذ کی تیاری کا عرصہ سائنسی تجربات کی بنا پر ۶۵۷ء تا ۶۹۰ء سامنے آیا جو کہ پہلے صدی ہجری کا آخری نصف بنتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ قرآنِ کریم کا یہ نسخہ خلیفہ الولید بن عبد الملک ابن مروان نے تیار کروایا تھا جو کہ خطِ کوفی میں لکھا گیا ہے۔ صنعا الجامع الکبیر میں قرآن کریم کے مزید نسخے بھی ٹیسٹ کئے گئے جو کہ پہلی اور دوسری صدی ہجری سے تعلق رکھتے ہیں اور اکثر میں خطِ حجازی اور کچھ میں خطِ کوفی استعمال کیا گیا ہے۔

آثار میں ہونے والی ملاوٹ کے انکشافات

اب تک جو کچھ اوپر بیان ہو چکا یہ سب تمہید تھی کہ قارئین مختصر طور پر یہ امور جان سکیں: تبرکات کی اقسام، خرید و فروخت کے احکام و واقعات، نبی کریم ﷺ کی زیر استعمال جنگی ساز و سامان، اشیاء اور ترکہ کی اجمالی فہرست، بادشاہی مسجد (لاہور) اور مسجد الحسین (قاہرہ، مصر) میں موجود تبرکات کا سفر و تاریخ اور ان کی تعداد، مسجد الحسین میں موجود تبراکات پر ہونے والی تحقیق۔

دی میوزیم آف میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی ٹیم نے پاکستان میں کئی مقامات کے دورے کئے اور ایسے اشخاص سے ملاقاتیں کی جن کا دعوی ہے کہ ان کے پاس کثرت سے آثار و تبرکات موجود ہیں جو اصلی اور مستند ہیں، ان تمام اشخاص سے کئی گھنٹوں پر محیط بات چیت بھی ہوئی۔

جعلسازوں کے پاس موجود تبرکات کی ہوش رُبا تعداد

جعلی تبرکات کا شوق کرنے والوں میں سے ایک کا کہنا ہے کہ ان کے پاس تقریباً ۵۰۰ تبرکات ہیں۔ دوسرے کا دعوی ہے کہ ان کے پاس ۱۲۰۰ تبرکات موجود ہیں۔ تیسرے کے پاس پہلے ۵۰۰ تھے تو انہوں نے عزم کیا کہ انہوں نے ۷۸۶ تبرکات کرنے ہیں، اور اب وہ ۱۰۰۰ کا ہدف مکمل کرنے کی خواہش رکھتے ہے۔ چوتھے کا دعوی ہے کہ ان کے پاس ۱۵۰۰ سے زائد آثار و تبرکات موجود ہیں۔ یہ تمام صرف پاکستان کے مختلف شہروں میں رہنے والے اشخاص ہیں جن سے ہمارے وفد نے ملاقاتیں کیں۔

قارئین تاریخ کے جھروکوں سے یہ بات جان چکے ہیں کہ کئی صدیوں پر محیط کاوش، سچی لگن اور عشقِ رسول ﷺ کے بعد بھی حقیقی آثار کی تعداد سو تک نہ پہنچ سکی، تو آج کیسے یہ جعل ساز لوگ ہزاروں کی تعداد میں تبرکات لئے بیٹھے ہیں؟

جعلسازوں کے پاس موجود تبرکات کا غیر مشہور ہونا اور تاریخی حیثیت کی عدم موجودگی

جیسا کہ قارئین جانتے ہیں کہ مصر اور بادشاہی مسجد میں موجود تبرکات کا اگرچہ

مکمل شجرئے خدام نہیں، لیکن تمام زمانہ میں مشہور رہے اور اپنی تاریخی حیثیت سے ثابت ہیں کہ کہاں سے کہاں جاتے رہے، یوں ہی توپ کاپی میوزیم (ترکی) کے اکثر اہم تبرکات کے بارے میں یہ معلومات دستیاب ہو جاتی ہے۔

بر عکس ان مشہور آثار اور میوزیم کے، جب ان جعلساز لوگوں سے معلوم کیا جاتاہے کہ ان کے پاس ان تبرکات کی کیا تاریخ ہے تو ان کے پاس بتانے کو کچھ نہیں ہوتا فقط دل قابو کرنے والے جملے ہوتے ہیں جیسے "یہ تو سرکار ﷺ کا کرم ہے"، "بس حضرت! اللہ جس کو نواز دے"، "ہمیں تو خود نہیں پتا ہم گناہگاروں کے پاس کہاں کہاں سے آجاتے ہیں" وغیرہ وغیرہ۔

جیسا اوپر شفاء شریف کے حوالہ سے بیان کی گیا کہ امام قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ نے بھی یہ قاعدہ بتایا کہ جو چیز نبی کریم ﷺ کے نام سے مشہور ہو وہ قابلِ تعظیم ہے۔ اس قاعدہ کے اعتبار سے بھی دیکھا جائے تو ان جعلسازوں کے پاس موجود تبرکات محتاط اندازے کے مطابق ۹۰ فیصد غیر مشہور ہیں اور اچانک ان کے پاس نمودار ہوئے، اس سے قبل کوئی ان کے بارے میں کوئی نہ جانتا تھا۔

جعلسازوں کے پاس موجود تبرکات کی جعلی اور بے بنیاد اسناد

چند مقامات پر چند تبرکات کے ساتھ اسناد چسپاں ملیں، پوچھنے پر لوگوں کو یہ بتایا جاتاہے کہ یہ اس آثار کی سند ہے کہ کہاں کہاں سے کس کس کے پاس سے ہوتے ہوئے یہاں تک پہنچے۔ جب ان اسناد کا متن پڑھا گیا تو وہ فقط ایک سو روپے کا اسٹام پیپر تھا جس پر فقط یہ بتایا گیا کہ یہ آثار فلاں غیر مشہور شخص سے لیا گیا ہے۔ (اللہ ورسولہ اعلم)۔

دنیا بھر میں کئی مقامات اور انٹرنیٹ پر جعلی غلافِ کعبہ اور روضۂ رسول سے منسوب چادر کو بیچنے کے لئے بھی جعلی اسناد کا سہارا لیا جاتا ہے، اور بتایا جاتا ہے کہ یہ سند کسوۃ کعبہ بنانے والے فیکٹری کی دی ہوئی ہے۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ کسوۃ فیکٹری ایسی کوئی سند تیار ہی نہیں کرتی۔ اور اس بات کی تصدیق عرب شریف کے معروف اسلامی تاریخ دان جو اسلامک ہریٹیج فاونڈیشن (islamic heritage foundation) کے ایک اہم عہدادار ہیں انہوں نے کی کہ کسوۃ فیکٹری ایسی کوئی سند نہیں دیتی۔

جعلسازوں کے پاس موجود نرالے تبرکات

جعلسازوں کے پاس ایسے تبرکات کی بھرمار ملتی ہے جس سے تاریخ نابلد و خاموش ہے۔ بلکہ کئی تبرکات تو ایسے ہیں جو مستند روایات کی سخت مخالفت کرتے ہیں۔ ایسے چند جعلی آثار مندرجہ ذیل ہیں۔

تلواریں

نبی کریم ﷺ کے نو تلواریں جن کا تذکرہ ملتا ہے، ان کی تفصیل گزشتہ صفحات میں "نبی کریم ﷺ کا جنگی ساز و سامان" کے تحت بیان کر دی گئی، اور تصاویر آگے دیئے گئے تصویری صفحات میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ مگر جعلسازوں کے پاس کئی تلواریں ملتی ہیں جو یہ نبی کریم ﷺ، مولا علی مشکل کشا اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم سے منسوب کر کے دکھاتے ہیں۔ حیران کن بات یہ کہ ان کی دستے اس قدر چھوٹے ہیں کہ جب ہمارے نمائندہ نے اس کو پکڑا تو دستہ ہاتھ میں پورا نہ آتا تھا، اور کچھ تلواروں کی لمبائی ناقابلِ یقین حد تک چھوٹی تھی، ایک تلوار ایسی بھی دیکھنے میں

آئی جس کی تلوار دستہ میں موجود سوراخ کے ایک جانب ویلڈ کی گئی تھی اور دوسری جانب جگہ خالی تھی۔

ایک تلوار جس کی کوئی نسبت نہ ہو اور اس کی فقط یہی خوبی ہو کہ وہ ہزار سال قبل کی ہے۔ دنیا بھر کے میوزیم ایسے تلوار کا دام کروڑوں میں دیتے ہیں۔

موئے مبارک

جعلسازوں کے پاس نبی کریم ﷺ سے منسوب موئے مبارک کے گچھے، لمبی لمبی سیدھی سپاٹ زلفیں، مشہور صحابہ کرام سے منسوب موئے مبارک کے گچھے، فقہائے کرام و اولیاء کرام سے منسوب ایک ہی جیسے نظر آنے والے موئے مبارک کے گچھے ملتے ہیں۔ (جن میں سے چند کی تصاویر تصویری صفحات میں دیکھی جا سکتی ہیں)۔ ان ہستیوں میں حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی شیر خدا، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین، حضرت عباس علمدار، حضرت بلال حبشی رضوان اللہ علیہم اجمعین، حضرت اویس قرنی، امام اعظم ابو حنیفہ، حضور غوثِ اعظم دستگیر، حضرت خواجہ غریب نواز، حضرت لعل شہباز قلندر، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمہم اللہ اجمعین۔

ایک اور مقام پر ان ہستوں سے موئے مبارک منسوب کئے گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی شیر خدا، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین، حضرت عبد اللہ ابن عمر، حضرت انس بن مالک، حضرت خالد بن ولید، حضرت بلال حبشی، حضرت اویس قرنی، امام موسیٰ کاظم، امام علی رضا، امام ابو حنیفہ، امام شافعی، خواجہ بختیار کاکی، صابر کلیری، غوثِ اعظم، رضی اللہ عنہم و

رحمہم اللہ تعالی علیہم اجمعین۔

ان میں کئی حیران کن نکات موجود ہیں۔

نکتہ اول:

یہ کہ دنیا تاریخی میوزیم اور مشہور تاریخی مقامات جہاں آثار و تبرکات صدیوں کی تاریخ روشن کئے محفوظ ہیں وہاں پر بھی نبی کریم ﷺ کے علاوہ شاذ (یعنی بہت کم) ہی صحابہ کرام کے موئے مبارک دیکھنے میں آتے ہیں۔ پر جعلسازوں کے پاس جتنی تعداد میں فقط خلفاءِ راشدین سے منسوب موئے مبارک پائے جاتے ہیں اتنی تعداد تو تمام مشہور میوزیم اور تاریخی مقامات کے ملا کر نبی کریم ﷺ سے منسوب موئے مبارک کی نہیں بنتی۔

نکتہ دوم:

دوسری طرف آثار، احادیث و تاریخ کی کتب کا مطالعہ کریں تو کہیں یہ پتہ نہیں چلتا کہ صحابہ کرام کے موئے مبارک بھی یوں محفوظ کئے گئے جیسے نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک محفوظ کئے جاتے اور زیارت کروائے جاتے رہے۔ ہزاروں کی تعداد میں صحابہ سے منسوب یہ موئے مبارک محفوظ ہوتے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ان کا تذکرہ کسی کتاب میں کہیں بھی نہیں ملتا۔ یہاں تک کہ جن کے پاس یہ اب موجود ہیں خود وہ بھی دنیا بھر میں غیر مشہور رہے۔ (اگر کسی کو ان کا تذکرہ اس تعداد میں کسی مستند کتاب میں ملے تو براہ کرم ہماری بھی راہنمائی فرمائیں)۔

نکتہ سوئم:

حجاز مقدس کے خلفاء راشدین ہوں، حبشہ کے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ

ہوں، عرب (عراق) کے امام اعظم یا غوثِ اعظم ہوں، ہند کے غریب نواز ہوں یا سندھ کے لعل شاہباز قلندر رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین ہوں۔ ان تمام مختلف مقامات اور مختلف انساب سے تعلق رکھنے والی ہستیوں سے منسوب موئے مبارک غیر معلومی حد تک ایک دوسرے سے رنگ، ہَیت، موٹائی، گولائی میں مماثلت رکھتے ہیں۔ کیا یہ محض اتفاق ہے؟ (جواب ملنے کی صورت میں ہماری راہنمائی کرنا نہ بھولیں)۔

نکتہ چہارم:

نبی کریم ﷺ سے منسوب لمبی زلفیں جو پہلے صرف دو کی تعداد میں ابو ظبی کے مشہور شیخ جن کا خاندان سیاسی اثر رسوخ بھی رکھتا ہے، ان کے پاس چند اور نوادرات کے ساتھ موجود تھیں، پر جب سے ان کی ویڈیو انٹرنیٹ پر عام ہوئی، دیکھا جارہاہے کہ جگہ جگہ زلفیں نظر آنے لگیں جو پہلے کبھی مشہور نہ ہوئیں۔ یہ زلفیں سیرت نبوی اور شمائل نبوی ﷺ میں موجود روایات کے بالکل برعکس ہیں، اکثر جعلی زلفیں سپاٹ سیدھی بنا کسی بل کے پائی جاتی ہیں۔

واقعہ: ایک جعلساز کے پاس ہمارے نمائندہ نے ایسی زلفیں دیکھیں، معلومات یہ دی گئی کہ یہ زلفیں سال میں دو انچ قد میں اضافہ کرتی ہیں۔ جبکہ اس جعلساز کے پاس موجود زلفوں کا قد اندازے کے مطابق ۲۴ سے ۳۰ انچ ہوگا۔ اگر اس کی بات سچ مانی جائے تو ۱۴۰۰ سال اگر یہ زلفیں ۲ انچ سالانہ کے حساب سے اضافہ کرتیں تو آج ان کی لمبائی ۲۸۰۰ انچ ہونی چاہیئے تھی جو کہ تقریباً ۲۳۳ فٹ بنتی ہے، تو یہ سینکڑوں فٹ لمبی زلفیں کہاں گئیں؟۔ بیشک جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔

نکتہ پنجم:

کئی مقامات پر نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام اور اولیاء کاملین سے منسوب موئے

مبارک پلاسٹک کے بیگ میں رکھے دیکھے گئے جن پر کوئی نسبت نہیں لکھی تھی بلکہ فقط ایک نمبر لکھا ہوتا تھا۔ واللہ اعلم وہ کیسے جان جاتے تھے کہ اس نمبر کی تھیلی میں موجود موئے مبارک کن سے منسوب ہیں۔

ایک چُٹکُلَہ ہمارے ساتھ یہ پیش آیا کہ ہم یوں ہی ایک شخص سے ملاقات کو گئے، اور اس نے ایک پلاسٹک کی تھیلی دکھائی جس میں چند بال تھے اور اس پر ایک نمبر ۱۹ لکھا تھا۔ ہم نے معلوم کیا کہ یہ کن سے منسوب موئے مبارک ہیں تو انہوں نے ایک ہستی کا نام بتایا۔ کچھ دیر ہم دیگر اشیاء دیکھتے رہے، پھر پلٹ کر اُسی ۱۹ نمبر تھیلی کی بارے میں دریافت کیا، انہوں نے وہ تھیلی لے کر ایک شان و تجسس سے لائٹ کی طرف کی اور پھر کسی اور پہلی ہستی سے مختلف کسی اور ہستی کا نام لے دیا۔ معلوم ہوا کہ بس اشیاء موجود ہیں اور ان کو خود بھی نہیں معلوم کہ کون سی شے کس کی طرف منسوب ہے۔

نکتہ ششم:

علامہ یوسف النبهاني رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی شہرۂ آفاق تصنیف جواہر البحار میں فرماتے ہیں: "سیدی عبد الغنی نابلسی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم جب مدینہ میں تھے تو ہماری محفل میں ہندستان سے آئے علماء نے بتایا کہ ہند میں چند خوش نصیبوں کے پاس حضور ﷺ کے موئے مبارک ہیں بعض کے پاس ایک موئے مبارک اور بعض کے پاس دو ہیں جبکہ بعض کے پاس کچھ زیادہ تعداد میں موجود ہیں۔ ایک اور بزرگ نے بتایا کہ سال میں ایک مرتبہ ۹ ربیع الاول کو ان کی زیارت کرائی جاتی ہے بہت سارے علماء اور صلحاء اس کی زیارت کرتے ہیں اور درود و سلام و ذکر و اذکار کرتے ہیں، نیز موئے مبارک کو دیکھ کر وجد میں جاتے ہیں۔ موئے مبارک

سونے کے برتن میں ہوتا ہے اس کے آس پاس کستوری اور عنبر رکھا ہوتا ہے۔"

پتہ چلا کہ چند سو سال قبل بھی جن کے پاس نجی طور پر موئے مبارک موجود تھے، وہ موئے مبارک کی انتہائی تعظیم و تکریم کرتے تھے، جیسا کہ سونے کے برتن میں سجایا کرتے تھے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا انہوں نے موئے مبارک تو آگے لوگوں کو منتقل کر دیئے مگر جس سونے چاندی یا قیمتی برتن میں سجایا کرتے تھے وہ نہ دیئے؟ کیا وہ ان برتنوں کو موئے مبارک سے زیادہ عزیز رکھتے تھے؟۔ موجودہ دور میں نبی کریم ﷺ سے منسوب موئے مبارک کیونکر پلاسٹک کے تھیلیوں میں نظر آتے ہیں؟

واقعہ: ایک جعلساز نے ہمارے نمائندوں کو بہت سی پلاسٹک کی تھیلیاں موئے مبارک سے پُر دکھائیں اور پھر مزید تھیلیاں دکھائیں جو کہ خالی ہو چکی تھیں، وہ کہنے لگے کہ اس میں داتا علی ہجویری، غوثِ اعظم، خواجہ غریب نواز اور دیگر اولیاء اللہ کے موئے مبارک تھے جو کہ لوگوں میں تقسیم کر دیئے گئے ہیں، اب ہمارے پاس اور آجائیں گے۔ کیا اتنا ہی آسان ہے کسی گمنام غیر مشہور شخصیت پر موئے مبارک کا یوں پے در پے تشریف لانا جبکہ تاریخی میوزیم اور خلفائے اسلامی سلطنت تمام وسائل اور اختیارات ہوتے ہوئے بھی اتنی تعداد میں جمع نہ کر سکے؟(جواب ملنے کی صورت میں ہماری راہنمائی کرنا نہ بھولیں۔)

نعلین

نعلین پر گفتگو سے قبل ایک دفعہ نبی کریم ﷺ کی سادگی اور قناعت کو ذہن میں تازہ کر لیا جائے، گھریلو اشیاء اور ترکہ کی فہرست سے اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا

جا سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ظاہری حیات میں انتہائی قلیل تعداد اشیاء کو زیرِ استعمال لائے۔

تعداد:

ہماری تحقیق اور مشاہدات کے بعد ہم نے دیکھا کے فقط پنجاب میں نعلین کی تعداد ۵۰ سے زیادہ ہے جن کی تصاویر ہم نے جمع کیں۔ اور گاہے بگاہے نئے آنے والے نعلین کی اطلاعات، تصاویر اور نرخ نامے موصول ہوتے رہتے ہیں۔ بنا کسی نقلی دلیل کے، فقط عقلی دلیل کو بروکار لاتے ہوئے تعداد پر غور کیا جائے کہ صرف پاکستان کے ایک صوبہ میں اتنی تعداد موجود ہے تو باقی صوبوں میں کتنی ہو گی، اور باقی ممالک کی تعداد بھی اسی حساب سے شمار کئے جائیں تو؟۔ کراچی کے ایک مفتی صاحب نے بتایا کہ وہ ایک شخص کو جانتے ہیں جو کسی کو جانتا ہے جس کا دعوی ہے کہ اس کے پاس ۱۶۳ نعلین نبی کریم ﷺ کے موجود ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی مبارک سیرت و حیات کا مطالعہ کرنے والا کوئی بھی شخص جان سکتا ہے کہ سینکڑوں کی تعداد میں نعلین نبی کریم ﷺ کے استعمال شدہ نہیں ہو سکتے۔

اب نعلین سے متعلق کچھ نقلی دلائل بھی دیکھ لیتے ہیں۔

ہیئتِ نعلین:

نعل اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعے پاؤں کی حفاظت کی جائے یہ بات صاحب محکم نے فرمائی ہے۔

آپ ﷺ کے نعلین شریف کے بارے میں صحیح بخاری میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ

فرماتے ہیں کہ: نبی اکرم ﷺ کے نعلین مبارک تھے جن کے دو تسمے تھے۔[1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "نبی کریم ﷺ کی نعلین مبارک کے دو تسمے تھے جو ڈبل ڈبل تھے"۔ اس کو امام ترمذی نے "الشمائل" میں روایت کیا۔[2]

اسی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: کہ نبی کریم ﷺ کی نعلین مبارک کے دو تسمے تھے (تنھیں تھیں)۔[3]

حضور ﷺ کی ہر نعل کے دو دو تسمے تھے جیسا کہ بیان کیا گیا۔ صرف ایک تسمہ کا رواج امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور سے ہوا۔

بعض حفاظِ حدیث نے کہا ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک زمام کو انگھوٹھے اور متصل انگلی کے درمیان اور دوسرے زمام کو درمیانی اور اس سے متصل انگلی کے درمیان رکھتے اور ان دونوں کو اس تسمہ کے ساتھ جمع فرماتے جو پشت قدم پر تھا جسے شراک کہا جاتا ہے۔ شراک بھی دو دو تھے۔

امام ترمذی نے عیسیٰ بن طھمان کے حوالے سے روایت کیا کہ: "ہمیں حضرت انس بن مالک نے دو بے بال نعلین دکھائے جن کے دو تسمے تھے"[4]

امام بخاری نقل کرتے ہیں کہ ہمیں عیسیٰ بن طھمان نے بیان کیا کہ "حضرت

---

[1] صحيح البخاری [كتاب اللباس ، باب قبالان في نعل، رقم(٥٨٥٧)]

[2] الشمائل المحمدية [باب ماجاء في نعل رسول الله ﷺ ، رقم(٧٢)]

[3] الشمائل المحمدية [باب ماجاء في نعل رسول الله ﷺ ، رقم(٧٥)]

[4] الشمائل المحمدية [باب ماجاء في نعل رسول الله ﷺ ، رقم(٧٣)]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہمارے سامنے دو نعلین لائے جن پر دو تسمے تھے۔ ثابت بنانی نے بتایا کہ یہ نعلین نبی کریم ﷺ کے ہیں۔"[1]

خلاصہ کلام: نبی کریم ﷺ کے نعلین کے دو تسمے تھے جس میں سے ایک پاؤں کے انگھوٹے اور ساتھ والی انگلی کی درمیان آتا تھا (جیسا کہ آج کے دور مین قینچی چپل میں ہوتا ہے)، اور ایک تسمہ درمیان والی انگلی اور اس کے اگلی چھوٹی انگلی کے درمیان آتا تھا۔ ایک تسمہ کا رواج حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور سے آغاز ہوا۔

جعلی نعلین کی پہچان کے چند عقلی و نقلی طریقے:

تحقیقی ذرائع سے معلوم ہے کہ جعلی نعلین بنانے کے لئے کورے چمڑے کو رنگا جاتا ہیں، ہتھوڑی مار کر نشانات ڈالے جاتے ہیں، مٹی میں دبایا جاتاہے، بلیچ اور تیزاب ڈال کر پرانا دکھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ان تمام دھوکہ دہی کی کاروائیوں کے بعد بھی کہیں نہ کہیں وہ نشانیاں رہ جاتی ہیں جن سے ان کا جعلی ہونا پتہ لگایا جاسکتاہے۔ مثلاً:

- سرکارِ دو عالم نبی کریم ﷺ کے اصل نعلین پاک جو آج تک محفوظ ہیں، ان کے ایک ایک حصہ پر کم و بیش ۱۴۰۰ سال کا وقت گزرا اور ان کا ایک ایک حصہ یہ گواہی دیتاہے۔ اس میں یہ فرق نظر نہیں آتا کہ کہیں سے چمڑا تازہ ہو اور کہیں سے بہت کشیدہ خاطر۔ بلکہ تمام کا تمام یکساں نظر آتاہے۔ جبکہ جعلی بنائے گیا نعلین کہیں سے تازہ چمڑا لیے ہوتاہے۔ کہیں تیزاب کے نشانات بہت واضح ہوتے ہیں۔ کہیں ہتھوڑی یا دیگر اوزار کی مار نظر آرہی ہوتی ہے۔ (ان کی

[1] صحیح البخاری [كتاب اللباس ، باب قبالان في نعل، رقم(٥٨٥٨)]

کئی تصاویر آگے دکھائی گئی ہیں۔)

- دھوکہ دینے کے لئے کچھ نعلین میں انگلیوں اور ایڑھی کے نشانات بنائے جاتے ہیں، عقل سلیم رکھنے اور اچھا مشاہدہ رکھنے والے لوگ یہ دیکھ سکتے ہیں کہ چپل پر انگلیوں کے نشانات دباؤ سے بنتے ہیں اور ان ہر انگلی کی حدود (boundary) بہت واضح نہیں ہوتی بلکہ ملی ہوئی سی ہوتی ہے۔ جبکہ جعلی نعلین میں انگلیاں بہت واضح بنی دیکھی گئی ہیں اور ان کسی رگڑ سے نکلنے والا چمڑا بھی انگلی کی حدود پر جمع ہوا نظر آتا ہے جو یہ واضح کرتا ہے کہ یہ گھڑنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یوں ہی ایڑھی گھڑی جاتی ہے۔ زیر استعمال چپل پر جہاں انگلیوں اور ایڑھیوں پر دباو کا نشان آتا ہے وہیں انگلیوں کے نیچے والے گداز حصہ کا نشان بھی آتا ہے۔ جبکہ اس نشان کی طرف جعل سازوں کا دھیان نہیں جاتا اور یہ نشان جعلی نعلین میں دیکھنے کو نہیں ملا جس پر انگلیوں اور ایڑھی کی نشان کندہ کئے گئے۔
- جعلسازوں کا کیونکہ علم سے کوئی علاقہ نہیں اور وہ اوپر بیان کی گئی روایات کو نہیں جانتے۔ جعلی نعلین میں آج تک کوئی نعلین ایسا نہیں دیکھا جس کے دو تسمہ ہوں اور (قینچی چپل کی طرح) ان کو بیچ میں سوراخ کر کے لگایا گیا ہو، جیسا کہ اوپر بتایا گیا، جیسا کہ اصلی تصویر میں دیکھا جا سکتا ہے اور جیسا کہ مشہور نقشِ نعلین میں دکھایا جاتا ہے (یہ تمام تصویری صفحات میں دیکھے جا سکتے ہیں)۔
    - جعلی نعلین میں تسمہ نیچے والے چمڑے کے سروں پر لگے ملتے ہیں۔
    - اور کچھ میں تو تسمے ہیں ہی نہیں بلکہ چوڑائی میں تین یا دو پٹیاں ملتی ہیں، جن کا تاریخ واحادیث میں کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔
    - اور کچھ نعلین کے بارے میں جعلساز کہتے ہیں کہ اس کے تسمہ ہم نے

اتار دیئے تاکہ نقشِ پا بنا آڑ کے مکمل طور پر دیکھا جا سکے۔ استغفر اللہ۔

- کچھ نعلین حد درجہ چھوٹے سائز کے نظر آئے۔
- کچھ نعلین ایسے ملے کہ ان کے تسمے یوں لگائے گئے ہیں کہ ان کو پہننا ناممکن ہے۔
- ایک مقام پر امام حسین رضی اللہ عنہ سے منسوب نعلین اور نقشِ پا ساتھ ساتھ رکھے دیکھے گئے۔ نقشِ پاک کی لمبائی منسوب کردہ نعلین کی کل لمبائی سے بھی زیادہ تھی۔ جبکہ سب جانتے ہیں کہ چپل کی لمبائی پاؤں کی لمبائی سے ہمیشہ کچھ زیادہ ہوتی ہے، اور اطراف سے خالی ہوتی ہے۔ تو یہ نعلین جو نقشِ پا سے چھوٹا ہے اس کو کیسے زیرِ استعمال لایا جاتا تھا؟
- عام مشاہدہ کیا جا سکتا ہے کہ کفِ پا (پاؤں کا تلوا) کی لمبائی، ہاتھ کی لمبائی سے کافی زیادہ ہوتی ہے، اور کئی نعلیں ایسے ملے جس میں موجود نقشِ پا کی لمبائی درمیانے قد والے کی ہاتھ کی لمبائی سے بھی کم تھی۔ جبکہ ہم سیرت و شمائل کی کتب سے جانتے نہیں کہ نبی کریم ﷺ کا قد مبارک درمیانہ تھا نہ بہت دراز تھا اور نہ ہی پست۔
- نعلین کے استعمال سے اس کے نیچے کا تلوا جو زمین سے مس ہوتا ہے وہ زیادہ رگڑ کھاتا اور فرسودہ حال ہوتا ہے نہ کہ وہ حصہ جو پاؤں سے مس ہوتا ہے۔ جبکہ اکثر نعلین کے نچلے حصے جو زمین سے لگتے ہیں ان پر تازہ چمڑا دیکھا گیا، ان پر نا چمڑے کی ماریں نظر آئیں، نہ تیزاب کے دھبے، بلکہ بہت اچھی حالت میں تازہ چمڑا نظر آتا تھا، جبکہ اسے کے دوسرے رخ پر جہاں پاؤں لگتا اس پر انگلیوں اور ایڑھی کی نشانات کندہ ہیں، ضرب کے نشانات، رنگوں کا بے ترتیب

اُڑا ہونا پایا جاتا ہے۔

- احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس نبی کریم ﷺ کے صرف دو نعلین پاک موجود تھے۔ کئی سال مستقل خادم کے فرائض انجام دینے والے صحابی کے پاس تو دو نعلین موجود پتہ لگیں، بڑے بڑے میوزیم میں تاریخی تبرکات میں موجود نعلین کی تعداد بھی تین یا چار سے تجاوز نہ کر سکی۔ مگر حیران کن طور پر ایک جعلساز کے پاس ہمارے نمائندوں نے ۱۵ نعلین دیکھے اور ان کا کہنا تھا کہ ابھی ایک شاپر (پلاسٹ بیگ) میں ۵ اور نعلین آئے ہیں، ابھی وہ کھول کر نہیں دیکھے کہ کس سے منسوب ہیں۔ ایک کے پاس ۱۲ نعلین دیکھے گئے۔ ایک کے پاس کم و بیش ۷ نعلین۔ جبکہ ۵ یا اس کے کم تعداد نعلین رکھنے والے کئی جعلساز ملے۔
- جیسا کہ موئے مبارک دیکھے گئے کہ پلاسٹک کی تھیلیوں میں موجود ہیں، ایسے ہی بہت سے نعلین پلاسٹ کی تھیلوں میں دیکھے گئے۔ کیا ان کو چودہ سو سال ایسے ہی رکھا جاتا رہا؟

بیان کردہ یہ وہ عقلی دلائل ہیں جو نقلی دلائل اور عام مشاہدات کے خلاف ہیں اور جن کو عقلِ سلیم ماننے سے انکار کر دے۔ پھر بھی جعلساز عام لوگوں کو بیوقوف بنانے اور ان کے جذبات، عقیدتوں اور پیسوں سے کھیلنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ یہ دلائل کافی ہونے چاہئے مگر پھر بھی ان کا سائنسی تجربہ کر کے حتمی فیصلہ صادر کیا جا سکتا ہے جو کہ "تبرکات کی سائنسی تحقیق" کے تحت پیش کیا جائے گا۔

جعلی استعمال شدہ اشیاء (پیراہن، برتن، عصاء و جنگی سامان)

ان اشیاء کی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ جعلساز اپنے پاس موجود یہ تمام جعلی

تبرکات دکھانے سے، اور ہمارے نمائندے ان کی تعداد گننے سے قاصر ہیں۔ اختصار کے ساتھ فقط چند نکات پیش کئے جاتے ہیں تا کہ جعلی ہونے کی خبر ہو سکے۔

- نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام، امام اعظم اور غوثِ اعظم سے منسوب سربند، ٹوپی، عمامہ، چادریں، قمیض، جبہ یہاں تک کہ بنیان مبارک بھی گھڑتے دیکھے گئے ہیں۔
- پیراہن میں ملنے والی تمام اشیاء تقریبا ایک ہی طرز کے کپڑے کی بنی دیکھی گئی ہیں۔
- کالی کملی جو مشہور ہے اس کا اوپر باحوالہ بیان گزر گیا کہ " ایک سیاہ بالوں کا بنا اونی کمبل تھا جس پر پالان کے نقشے بنے ہوئے تھے"۔ کئ جعلسازوں کا دعوی ہے کہ یہ ان کے پاس ہے اور جب ان کی چادر دیکھی جاتی ہے تو نہ وہ اون کی ہوتی ہے، اور نہ ہے ان پر کوئی پالان کا نقش ہوتا ہے۔
- نبی کریم ﷺ سے منسوب عصا مبارک جن کو محفوظ رکھا جاسکا تاریخ میں تین ملتے ہیں، ایک بادشاہی مسجد میں، ایک اوچ شریف میں، ایک مسجد الحسین میں، ایک کے بارے میں پتہ چلتا ہے کہ وہ کسی بدبخت نے شہید کر دیا تھا۔ جبکہ ان اصل عصاوں کے علاوہ، جعلسازوں کے پاس کم و بیش ۵ عصا دیکھے گئے ہیں جو کہ ان روایات سے ٹکراتے ہیں جو کہ اوپر عصا کے ضمن میں بیان کی گئیں۔ ان جعلی عصاوں کی فروخت کئے جانے کی خبر بھی ملتی رہتی ہے۔
- واقعہ: ایک جعلساز کو انٹرنیٹ پر کافی عرصہ زیرِ مشاہدہ رکھا گیا، اس کو کہیں سے تسبیح اور قمیض ایک کپڑے کے بیگ میں بطورِ تحفہ آئی، چند روز بعد وہی بیگ کٹا ہوا ملا اور منسوب کیا گیا کہ ایک ٹکڑا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قمیض مبارک کا ہے اور ایک حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قمیض مبارک

کا۔

- جعلسازوں کے پاس برتن میں سالن میں چلانے والے ڈوئی (کفگیر، بڑا چمچ نما) کثرت سے پائی گئیں، اور ان میں سے اکثر سیدہ کائنات حضرت بی بی فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے منسوب کی جاتی ہیں۔ سندھ میں ایک شخص کا دعوی ہے کہ اس کے پاس ۱۱۲ (ایک سو بارہ) ڈوئیاں موجود ہیں۔ کیا جن کے گھر تین تین دن کھانا نہیں کھایا جاتا تھا وہاں درجنوں یا سینکڑوں کی تعداد میں ڈوئیاں موجود ہوں گی؟
- جب ان ڈوئیوں کی بناوٹ اور نقش نگاری بنظر عمیق دیکھا جائے تو معلوم ہوتا کہ ہے لکڑی پر کیا گیا تازہ کام ہے۔
- برتنوں کی اکثریت تازہ یا چند سال پرانی اور غیر مستعمل لکڑی کی دیکھی گئی۔
- ڈوئیوں کی طرح چمچ، پیالے اور تسبیح کے دانے، یا مکمل تسبیح بھی عام پائی جاتی ہیں، اور ان میں زیادہ تر مختلف صحابہ کرام کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔
- کئی جگہوں پر مختلف صحابہ کرام سے منسوب چمڑے کے چابک بھی دیکھے گئے جو حیران کن حد تک شکل وصورت میں مماثلت رکھتے تھے۔
- مختلف مقامات پر غوثِ اعظم سے منسوب لکڑی کی ایک جیسی نظر آنے والی کھڑاویں، اور سب کا دعوی یہی ہے کہ یہ وہ کھڑاویں ہے جو غوثِ اعظم نے میلوں دور سے پکارنے والی عورت کی مدد کے لئے بدمعاش کو ماری تھیں۔ (تصویری صفحات میں دیکھی جا سکتی ہے۔)
- ہر شے اور نسبت اگر بیان کی جائے تو یہ حصہ اس قدر طویل ہو جائے کہ الگ رسالہ کی صورت اختیار کر لے، یہاں بتانے کا غرض فقط یہ آگاہی دینا تھا کہ کس قدر اشیاء موجود ہیں جو کہ جعلسازوں کو بھی یاد نہیں رہتا کہ کس سے منسوب کی

تھیں۔ مندرجہ بالا اشیاء کی حفاظت اور اتنی تعداد میں پایا جانا کیا کسی نے ایسی روایات پڑھی ہیں ؟۔ ہمیں لازمی مطلع کیجئے، شکریہ کا موقع دیجئے۔

بیان کردہ یہ وہ عقلی دلائل ہیں جو نقلی دلائل اور عام مشاہدات کے خلاف ہیں اور جن کو عقلِ سلیم ماننے سے انکار کردے۔ پھر بھی جعلساز عام لوگوں کو بیوقوف بنانے اور ان کے جذبات، عقیدتوں اور پیسوں سے کھیلنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ یہ دلائل کافی ہونے چاہئے مگر پھر بھی ان کا سائنسی تجربہ کر کے حتمی فیصلہ صادر کیا جاسکتا ہے جو کہ "تبرکات کی سائنسی تحقیق" کے تحت پیش کیا جائے گا۔

جعلی غلافِ کعبہ اور روضۂ رسول ﷺ کی چادریں

یہ وہ خطرناک ترین شعبہ ہے جہاں بہت بچ کر چلنے والے والے بھی پھسلتے دیکھے گئے۔ ہم یہ سب اس لئے نہیں بیان کر رہے کہ ہم اپنے آپ کو بہت ہوشیار یا عقلمند سمجھتے ہیں۔ مگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جو جانتے ہیں اور جو دھوکے ہم دیکھ چکے ہیں اس سے لوگوں کو مطلع کیا جائے تاکہ لوگ اپنا نقصان نا کروائیں، کیونکہ اکثر لوگ شائد یہ معلومات نہ رکھتے ہوں۔

غلافِ کعبہ جس کو کسوۃ کعبہ کہا جاتا ہے اس کے بارے میں چند اہم باتیں معلوم ہونی ضروری ہیں۔

غلافِ کعبہ 670 کلوگرام خالص ریشم سے تیار کیا جاتا ہے ۔ جس میں 120 کلوگرام سونے اور 100 کلوگرام چاندی کی تاروں کا استعمال بھی کیا جاتا ہے۔ ریشم اس قدر موٹا ہوتا ہے کہ یہ آگ نہیں پکڑتا، جیسے ہی آگ والی چیز کو اس سے ہٹایا جائے آگ فوراً بجھ جاتی ہے اور یہ اپنے آپ آگ کو پکڑے نہیں رکھتا۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ دنیا بھر میں کئی مقامات پر جعلی غلافِ کعبہ بن رہا ہے۔ اور اس تیار کردہ نقلی غلاف کا کعبہ کی زینت بننا تو دور کئی دفعہ تو شائد اس غلاف نے مکہ مکرمہ کی فضائیں بھی نہ دیکھی ہوں۔ جیسے مصر اور عمارات میں بننے والے غلاف، جن کی فیکٹریوں تک ہم نے رسائی حاصل کی اور وہاں کی چند تصاویر تصویری صفحات میں پیش کی گئی ہیں۔ چند ماہ قبل تو عین مکہ مکرمہ میں جعلی غلاف تیار کرنے والی فیکٹری پکڑی گئی جس کی تفصیل اس لنک میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

http://saudigazette.com.sa/article/547444

نقلی غلاف ایک مربع میٹر کے ٹکڑا میں یا ایک کلمہ کے ٹکڑے میں فروخت کیا جاتا ہے۔ بیچنے والا لاکھوں روپے میں بیچنے کی خواہش رکھتا ہے اور ہم نے امتِ رسول کو تعلیم دینے کے لئے یہ انتہائی ارزاں قیمتوں میں حاصل کئے تاکہ ہر قسم کا شک و شبہ دور کیا جاسکے۔

جعلی غلافِ کعبہ فروخت والوں کا طریقہ واردات

جعلی یا نقلی غلافِ کعبہ اور روضہ رسول کی چادریں فروخت کرنے والے جن باتوں کا سہارا لیتے ہیں وہ یہ ہیں:

- ہمارے تعلقات کسوۃ فیکٹری کے لوگوں سے ہے، اور ہمیں یہ غلاف سیدھا کسوۃ فیکٹری سے آتا ہے۔
- ہمارے جاننے والوں کی ڈیوٹی مسجدِ حرام میں ہے، یا یہ کہ وہ غلافِ کعبہ کی مرمتی ٹیم کا حصہ ہیں۔
- ہمارا رشتہ دار اس ٹیم میں شامل ہوتا ہے جو غلافِ کعبہ تبدیل کرتی ہے۔

- غلافِ کعبہ کے ساتھ آپ کو کسوۃ فیکٹری کی سند بھی دی جائے گی، جبکہ اسلامک ہیریٹیج فاونڈیشن کے عہدہداران کا کہنا ہے کہ ایسی کوئی سند کسوۃ فیکٹری نہیں دیتا۔
- ایک حربہ کپڑے پر بنی سٹامپ دکھانا ہوتا ہے جو کناروں پر بنائی جاتی ہے۔

اگرچہ یہ باتیں کبھی درست اور کبھی غلط بیانی پر مبنی ہوتی ہیں۔ مگر یہ تمام عہدے اس اختیارات سے خالی ہیں کہ ان کو کسوۃ فیکٹری کسوۃ دے۔

اصلی اور نقلی غلافِ کعبہ اور روضہٗ رسول ﷺ کی چادروں کی پہچان کا آسان و حتمی طریقہ

جبکہ یہ معلوم ہو گیا کہ اصل غلافِ کعبہ خالص ریشم سے بنتا ہے۔ جبکہ نقلی غلاف کاٹن، پولیسٹر یا دوسرے کیمیکل سے بنے دھاگوں سے تیار کیا جاتا ہے جو کہ دیکھنے اور پکڑنے میں اصل جیسا ہی معلوم ہوتا ہے۔

اس کی جانچ کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ وہ حصہ جہاں پر کوئی اسمِ پاک، کلمہ یا آیت نہ لکھی ہو، اس حصہ سے چند دھاگے لئے جائیں، اور ان کو آگ پر چلا کر ٹیسٹ کر لیا جائے کہ یہ کس طرح جلتا ہے۔

جلنے کی بو

پروٹین فائبر وہ دھاگہ ہوتا ہے جو جاندار سے بنایا جائے جیسا کہ ریشم جو کہ ریشم کے کپڑے سے بنتا ہے، یا اون جو بھیڑ یا اونٹ کی اون سے تیار کی جاتی ہے۔ ریشم کے جلنے کی بو ویسی ہی ہوتی ہے جیسا کہ بال کی جلنے کی یا جیسے قربانی کے دنوں میں پائے جلائے جائیں، اور یہی بو اون جلانے پر آتی ہے، یہ پروٹین کے جلنے کی بو ہوتی ہے۔

جبکہ کاٹن کا بنا پیس جلایا جائے تو وہ ایسا جلتا ہے جیسا لکڑی جلتی ہے، اور زیادہ تر جعلی غلاف کسی پولیسٹر فائبر کا ہوتا ہے جو کہ جلنے پر پلاسٹک جلنے کی بو دیتا ہے۔

جلنے کا دھواں

ریشم یا پروٹین فائبر کے جلنے پر بہت معمولی مقدار میں ہلکے سُرمَئی رنگ کا دھواں ہوتا ہے۔ جبکہ جعلی غلاف جو کہ پولیسٹر کا بنا ہوتا ہے وہ جلنے پر کالا دھواں دیتا ہے۔

جلنے کے بعد کی حالت

جیسے ہی آگ سے ریشم کو ہٹایا جائے، ریشم پر آگ بر قرار نہ رہے گی، اور جو حصہ آگ کا اثر پکڑ چکا تھا اس کو مَلنے پر وہ بُرادہ (powder) کی صورت اختیار کر لیتا ہے، یہ تبرک ہے یہ کھالینا چاہئے (تاکہ پھینکنے کی صورت میں بے ادبی نہ ہو)۔

جبکہ نقلی غلاف کو آگ سے ہٹایا جائے تب بھی اس پر آگ بر قرار رہے گی، اور جلنے کے بعد اس کو چھونے پر وہ ایک سخت پلاسٹک کی صورت اختیار کر چکا ہو گا۔

ہو سکتا ہے قارئین خیال کریں کہ اگر نقلی غلاف ہی ریشم کا بنا ہو تو کیسے پتہ چلے گا، تو اس کا جواب یہ ہے کہ نقلی غلاف اگر ریشم سے بنے گا تو اس کی قیمت اس قدر بڑھ جائے گی کہ لاکھوں میں بیچ کر بھی منافع نہ ہو گا۔ جعلسازوں نے سستی اشیاء تبرکات کے طور پر دکھا کر مہنگے داموں بیچنی ہوتی ہیں اور یوں خالص ریشم کے بنے غلاف بیچنا فائدہ مند نہ ہو گا۔

آثار کی جانچ کے چند طریقے

تمام آثار جن کی تاریخی حیثیت ہے ان کو عقلی اور نقلی دلائل سے کیسے پرکھا جائے اس کا تذکرہ کرنے کے بعد اب دیکھتے ہیں کہ سائنس اس شعبہ میں کیا خدمات ادا کر سکتی ہے۔

تمام آثار و تبرکات یا تو جاندار شے سے بنے ہوتے ہیں، یا بے جان شے سے۔ ہر وہ چیز جو جاندار چیز رہی ہو یا جاندار چیز سی بنی ہو اس کے لئے ریڈیو کاربن ڈیٹنگ (radio carbon dating) کا ٹیسٹ کروایا جا سکتا ہے۔ یہ ٹیسٹ ۵۰،۰۰۰ سال پرانی اشیاء تک پر کیا جا سکتا ہے۔

اور بے جان چیزیں وقت گزرنے کے ساتھ اپنے اندر کاربن جمع کرتی رہتی ہیں ان کی عمر جاننے کے لئے تھرمل لیومینیسنس (thermoluminescence) ٹیسٹنگ کروائی جا سکتی ہے۔

الحمد للہ دی میوزیم آف میلادِ مصطفیٰ ﷺ کو چند سال قبل شام میں پیدا ہونے والے نامساعد حالات میں ضائع ہو جانے کے خوف سے ایک فیملی نے رابطہ کیا اور بتایا کہ ان کے پاس نبی کریم ﷺ کا استعمال شدہ چراغ موجود ہے، وہ یہ چراغ محفوظ رکھنے کے لئے میوزیم کو دینا چاہتے ہیں۔ چراغ کی آمد پر دیکھا گیا کہ اس پر چند حروفِ مقطعات کندہ تھے، تاریخ کی کتب میں تلاش کیا گیا کہ اس وقت موجود چراغوں کی صورت کیسی ہوتی ہے، اور یہ چراغ بھی ان میں سے ایک صورت پر تھا۔ اگرچہ ہمیں روایات میں اب تک نہ مل سکا کہ نبی کریم ﷺ نے ذاتی طور پر کوئی چراغ رکھا تھا۔ ہم نے اس چراغ کو لیبارٹری بھیجا تا کہ اس کا تھرمل لیومینیسنس (thermoluminescence) ٹیسٹ کروایا جائے۔ ٹیسٹ کی رپورٹ کی مطابق

یہ چراغ عین اس وقت کا ہے جب نبی کریم ﷺ ظاہری حیات کے ساتھ جلوہ گر تھے۔ مگر کیونکہ تاحال میوزیم اس کو روایات میں بھی تلاش کرنا چاہتا ہے جس میں تاحال کامیابی نہ ہو سکی، اس لئے زائرین کو صرف یہ بتایا جاتا ہے کہ یہ چراغ ۱۴۰۰ پرانا ٹیسٹڈ ہے، مگر نسبت یقین سے معلوم نہیں۔

دی میوزیم آف میلادِ مصطفیٰ ﷺ کا دعوت نامہ برائے تحقیق

کوئی بھی جعلساز اگر سمجھتا ہے کہ ہم نے اس کا نام، یا اس کی کوئی چیز، جو اس کے نزدیک اصل اور ہمارے نزدیک جعلی ہے، کا غلط پرچار کر رہے ہیں تو دی میوزیم آف میلادِ مصطفیٰ ﷺ دعوت دیتا ہے کہ آپ اپنے سب سے مستند تبرک کی سائنسی تحقیقی ٹیسٹ کروالیں جس کے لئے میوزیم نا صرف تعاون کرے گا بلکہ مکمل اخراجات بھی برداشت کرے گا، اور اگر رپورٹ میں اس کی عمر ۱۴۰۰ سال کے آس پاس ثابت ہو گئی تو ہم آپ کا نہ صرف منسوب کرنے کا دعویٰ تسلیم لیں گے، بلکہ اس کی اپنے سوشل میڈیا پر تشہیر بھی کی جائے کہ فلاں شخص کے پاس فلاں اصلی تحقیق شدہ تبرک موجود ہے اور اس تبرک کی زیارت کی جائے، اگر ہم نے کبھی اس تبرک کو جعلی کہا تو کھلے عام اقرار کرنے اور معافی مانگنے میں پیچھے نہ ہٹیں گے۔ بصورتِ دیگر جعل ساز ٹیسٹ کی رقم واپس کرے گا اور اس جعلی تبرک کو تلف کرنے کا ذمہ دار ہو گا۔

هذا بتوفيق الله عزوجل-

و توكلنا على رب العباد الرحمن-

جعل سازوں کے چند حربے

مفت ملنے والی چیز دے کر جعلی تبرکات مہنگے نرخوں فروخت کرنا

واقعہ: ایک جعلساز سے ملاقات کو ہمارے نمائندے گئے تو انہوں نے ہمارے نمائندے کی بنا تحقیق کئے ایک پلاسٹک کی تھیلی میں نبی کریم ﷺ سے منسوب موئے مبارک دے دیئے۔ جبکہ اس نے ایسی کسی خواہش کا بھی اظہار نہ کیا تھا۔ بعد ازاں کئی پیغامات مختلف اشیاء کی فروخت کے لئے بھجوائے گئے۔ جس میں نبی کریم ﷺ سے منسوب جعلی نعلین سرفہرست ہیں۔ (پچھلے صفحات میں جعلی نعلین کی پہچان کے چند طریقے بھی بیان کئے جا چکے ہیں۔)

واقعہ: یوں ہی ہمیں بتایا ایک نوجوان عالمِ دین نے، کہ ان کے بھائی ابھی درسِ نظامی کے طالب علم ہیں، انہوں نے اپنے گھر محفلِ میلاد میں ایک ایسے ہی جعلساز (جس سے ہمارے نمائندوں کی ملاقات ہو چکی ہے) کو بلا لیا کہ تبرکات کی زیارت کروائی جائے۔ جعلساز نے اس جواں سال طالبعلم کو سات عدد موئے مبارک نبی کریم ﷺ سے منسوب کر کے عطا کر دیئے۔

یہ حربہ ہے جعلسازوں کا کہ وہ مفت میں ہاتھ آنے والے بال نبی کریم ﷺ کی جانب منسوب کر کے سادہ لوح لوگوں کو دیتے ہیں اور اپنا عقیدت مند بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور پھر ان ہی لوگوں کو دیگر جعلی اشیاء مثلاً نعلین، پیالہ، تلوار، عمامہ وغیرہ انتہائی مہنگے داموں بیچا کرتے ہیں۔ کبھی تو نبی کریم ﷺ سے منسوب کر کے، کبھی صحابہ کرام و غوثِ اعظم سے منسوب کر کے اور کبھی رضوی سلسلۂ طریقت کے سالکین کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمتہ الرحمٰن کی طرف

منسوب کرکے۔

علماء کو گرویدہ کرکے ان کو اپنے منشاء کے لئے استعمال کرنا

ہوسکتا ہے قارئین یہ اعتراض کریں کہ ہم یہاں بلا دلیل لکھ رہے ہیں کہ جعلساز موئے مبارک غلط منسوب کرتے ہیں اور ہے ان کے لئے یہ مفت میں ہاتھ آنے والی شے ۔ تو اس کے لئے ایک اور واقعہ جو ہمارے نمائندہ کے ساتھ پیش آیا، پیشِ خدمت ہے۔ ایک مفتی صاحب جو ایک ایسے ہی جعلساز کے جعلی تبرکات سے متاثر ہو گئے اور اس کی چکنی چپڑی باتوں کا شکار ہو گئے۔ کیونکہ وہ پہلے ہی ان کو ایک موئے مبارک نبی کریم ﷺ سے منسوب کرکے شیشے کے عمدہ شوکیس میں عطا کر چکا تھا۔

یہ مفتی صاحب اس کی محفلوں میں اکثر آیا جایا کرتے اور لوگ ان پر اعتماد کرتے اور اسی اعتماد پر سادہ لوح لوگ مفتی صاحب کو دیکھا دیکھی جعلساز پر بھی اعتماد کر بیٹھے۔ ان لوگوں میں جعلساز تبرکات بیچا کرتا ہے، اور دوسروں کی محافل میں تبرکات کی زیارت کے لئے بھی بھاری رقم طلب کی جاتی ہے۔

واقعہ: ایک دن یوں ہوا کہ اس جعلساز نے مفتی صاحب کو انکساری سے عرض کیا کہ اپنی ڈاڑھی کے موئے مبارک عطا کر دیں۔ انہوں نے دو بال ڈاڑھی سے نکال کر اس کو دے دیئے۔ یہ تمام وقوعہ ہمارے نمائندے کا آنکھوں دیکھا ہے۔ پھر وہ بال اس جعلساز نے ایسے ہی ایک خوبصورت شوکیس میں سجا لئے اور ہمارے نمائندے کو کہنے لگا کہ فلاں محفل میں جا کر زیارت کروائی جائے کہ یہ نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک ہیں۔ ہمارا غالب گمان ہے کہ مفتی صاحب اس بات سے ناواقف ہوں

گے۔

جعلسازوں نے چند ایسے علماء کا گھیر اؤ کر رکھا ہے جن کے بیانات و خطبات سننے عوام کا مجمع لگ جاتا ہے اور یہ وہاں اپنے تبرکات کی زیارت کروا کر لوگوں سے روابط قائم کرتے ہیں۔

واقعہ: ایسے ہی ایک جعلساز سے ہمارے نمائندہ نے پلان کے تحت ملاقات کی اور اس کی اشیاء کی زیارت کو گئے، اور وہاں بھی یہی معاملہ پایا کہ یہ مہنگے نرخوں جعلی تبرکات فروخت کرتے ہیں جن کی کوئی نسبت نہیں ہوتی۔

جعلی تبرکات کے مہنگے نرخوں کو سستا کر کے دکھانا

جعلساز ایک حربہ یہ استعمال کرتے ہیں کہ وہ اشیاء جو نہیں بیچنی ان کی ہوش رُبا حد تک اونچی قیمت بتاتے ہیں۔

واقعہ: جیسا کہ ہمارے نمائندے کو کہا گیا کہ فلاں پیالہ جو کہ غوثِ اعظم سے منسوب ہے، ۲۷ لاکھ کا بیچا گیا ہے، اور جو جعلی تبرک وہ ہمیں بیچنا چاہتا تھا اس کی قیمت ۵ لاکھ بتائی گئی جو کہ ایک جعلی تبرک کے لئے انتہائی مہنگی ہے، مگر ۲۷ لاکھ کے سامنے سستی محسوس ہونے لگتی ہے۔

جعلی تبرکات کو نہ ماننے والے پر کفر کے من گھڑت فتویٰ لگانا

جعلساز اکثر یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ جو نبی کریم ﷺ سے منسوب اشیاء کو نہ مانے وہ کافر ہے، وہ خود کو عاشقِ رسول ﷺ نہ سمجھے، اس کا سنیئت سے کوئی علاقہ نہیں وغیرہ۔ جس کے پیچھے مقصد یہی ہوتا ہے کہ سامنے والا مزید اس کام میں آگے

بڑھ کر کہیں ان کے خلاف حقائق منکشف نہ کر دے اور اس کے کاروبار کو نقصان پہنچے۔

حرفِ آخر

ہمارے نمائندے خفیہ انداز میں جعلسازوں کے درمیان رہے تاکہ یہ تمام معلومات جمع کر کے امتِ رسول ﷺ کے سادہ لوح لوگوں کی عقیدتوں کو لٹنے سے بچایا جائے اور ان کی خون پسینے کی کمائی کو ان سفاک لوگوں سے دور رکھیں۔

مُنَظَّم تحقیق، روابط اور ٹھوس شواہد جمع کرنے کے بعد یہ بات عیاں ہوئی کہ یہ چند افراد کا ایک فعال گروہ ہے جو تبرکات گھڑ گھڑ کر اپنے نمائندوں کو بیچتے ہیں اور وہ نمائندے ان کو آگے امتِ رسول کے سادہ لوح عشاقِ رسول ﷺ کی نا صرف عقیدتیں لوٹتے ہیں بلکہ ان کو یہی جعلی تبرکات جن کی نہ کوئی تاریخی حیثیت ہے نہ ہی کوئی نسبت، ان لوگوں کو انتہائی مہنگے داموں بیچتے ہیں۔

ایک بار پھر باور کرواتے چلیں کہ ہم یہ سب اس لئے نہیں بیان کر رہے کہ ہم اپنے آپ کو بہت ہوشیار یا عقلمند سمجھتے ہیں۔ مگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جو جانتے ہیں اور جو دھوکے ہم دیکھ چکے ہیں اس سے لوگوں کو مطلع کیا جائے تاکہ لوگ اپنا نقصان نا کروائیں، کیونکہ اکثر لوگ شائد یہ معلومات نہ رکھتے ہوں۔

اجازت حدیث، اجازت و خلافت سلسلۂ طریقت میں احتیاط سے عالم علماء کرام بخوبی واقف ہیں، یہ اجازتیں ضرب دی جاتی ہیں، یعنی ہر صاحب اجازت آگے مزید کئی اشخاص کو اور کبھی تو ہزاروں طلباء کرام کو اجازت سے نوازتا ہے۔ پھر بھی اچھی اسناد کی اجازت کے حصول کے لئے علماء کرام اور سالکینِ طریقت کوشاں رہتے

ہیں۔ مگر وہ تبرکات جو اپنی اصل حالت میں چلتے آرہے ہیں اور ضرب نہیں دیئے جا سکتے جیسے موئے مبارک، مکمل جبہ شریف، نعلین پاک، مبارک استعمال شدہ برتن، یہ تبرکات کیسے ان علم سے عاری، طریقت سے خالی اور فاسق و فاجر نوجوانوں کے ہاتھوں میں ہیں اور وہ بھی اتنی بڑی تعداد میں؟

علمائے کرام اس بات پر غور فرمائیں کہ جتنی تعداد میں، اور جو جو تبرکات یہاں بتائے جارہے ہیں، ان میں سے کتنے تبرکات کا اور کتنی تعداد میں ان تبرکات کا محفوظ ہونا روایات میں ملتا ہے۔ اگر آپ کے علم میں ایسی روایات موجود ہیں جن میں اصحاب رسول ﷺ رضی اللہ عنہم کے نعلین، موئے مبارک، زیر استعمال اشیاء جیسے جنگی سامان یا برتن وغیرہ کا اتنی تعداد میں محفوظ ہونا تاریخ کے کسے دور میں بھی ملتا ہو تو میوزیم کو اطلاع دے کر ہماری رہنمائی فرمائیں۔

امید ہے اس رسالہ میں کی جانے والی علمی خدمت سے عوام کے ساتھ ساتھ علماء کرام کو بھی فائدہ پہنچے گا اور جعلسازوں کو محفلوں میں بلانے، جعلی تبرکات خریدنے یا طلب کرنے سے رکنے کا ذہن بنے گا۔ اور اگر آپ اہم اور مشہور شخصیت ہیں تو احتیاط کی ضرورت اسی قدر زیادہ بڑھ جاتی ہے، کیونکہ جعلساز سستی شہرت کے لئے آپ کو مفت میں بھی تبرکات دے سکتا ہے اور آپ کے نام اور آپ کے اعتبار کرنے کو استعمال کر سکتا ہے، اور آپ کا بڑا نام کہیں سادہ عوام کو اس دوڑ میں لگا کر ان کو گمراہ نہ کر دے۔ اس ضمن میں جس قسم کی علمی، تحقیقی، سائنسی ٹیسٹ کی خدمات دی میوزیم آف میلادِ مصطفیٰ ﷺ سے درکار ہوں، ان شاء اللہ طلب کرنے پر پیش کرنے کی پوری کوشش کی جائے گی۔

فقیر، خادم الآثار، سید زعیم الدین نعیمی غفرلہ

تصویری صفحات

- نبی کریم ﷺ سے منسوب اصل تمام ۹ تلواریں۔
- نبی کریم ﷺ سے منسوب جعلی چادریں، جبے، عمامے، کملی، ٹوپی، سر بند، بنیان۔
- نبی کریم ﷺ و اہلِ بیت سے منسوب چند جعلی اشیاء۔
- نبی کریم ﷺ سے منسوب جعلی عمامہ، جبہ اور موئے مبارک۔
- اہلِ بیت، صحابہ کرام، امام اعظم، غوثِ اعظم سے منسوب جعلی اشیاء۔
- مولا علی، غوثِ اعظم، اعلیٰحضرت وغیرہ سے منسوب چند جعلی اشیاء۔
- نبی کریم ﷺ سے منسوب جعلی زلفین، اور دیگر بزرگانِ دین سے منسوب پلاسٹک بیگ میں رکھے موئے مبارک کا عجب جدید رواج۔
- صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اور بزرگانِ دین سے منسوب جعلی بال۔
- چند جعلی تلواریں، اسناد، عصاء وغیرہ۔
- چند جعلی نعلین۔
- جعلی غلافِ کعبہ اور روضہ رسول کی چادریں اور بنانے والی فیکٹریوں کی چند تصاویر۔
- جعلی تبرکات کا جگہ جگہ کھُلا ہول سیل بازار۔

ان صفحات میں اختصار کے پیشِ نظر فقط چند تصاویر دکھائی گئی ہیں، جن کا مقصد ایک شعور اجاگر کرنا ہے، تمام جمع شدہ تصاویر کے لئے کئی دفاتر درکار ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی زیر استعمال رہنے والی ۹ تلواریں
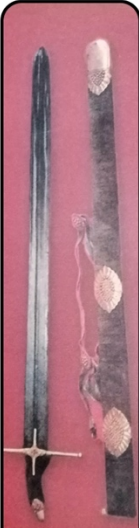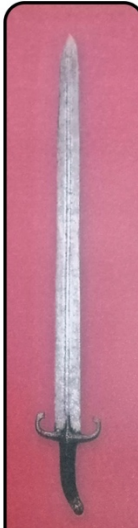
نبی کریم ﷺ سے منسوب جعلی چادریں، جبے، عمامے وغیرہ

سرکارِ دو عالم ﷺ سے منسوب کالی کملی
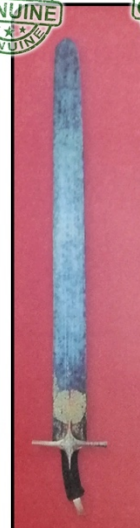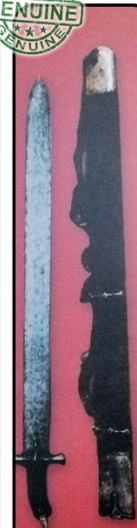
نبی کریم ﷺ و اہلِ بیت سے منسوب چند جعلی اشیاء
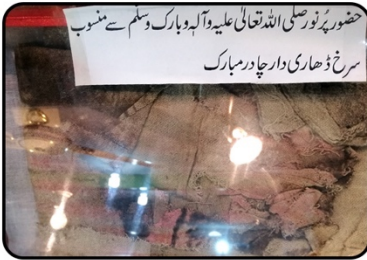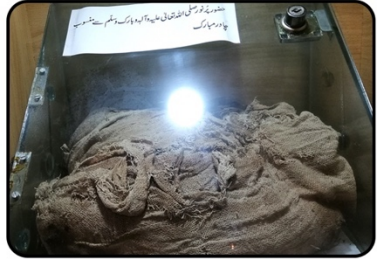
نبی کریم ﷺ سے منسوب جعلی عمامہ، جبہ اور موئے مبارک
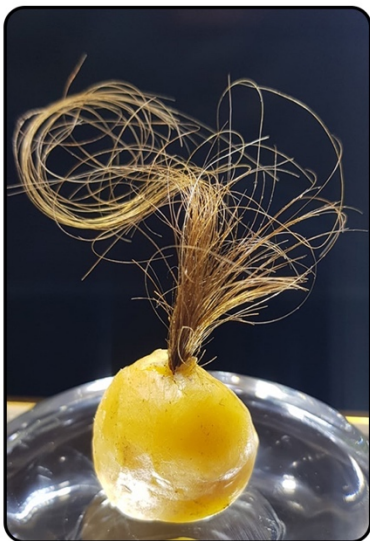
اہلِ بیت، صحابہ کرام، امام اعظم، غوث اعظم رضی اللہ عنہم سے منسوب جعلی اشیاء

مولا علی، غوثِ اعظم، اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہم سے منسوب چند جعلی اشیاء

مولا علی رضی اللہ عنہ سے منسوب

نبی کریم ﷺ سے منسوب جعلی زلفین، اور دیگر بزرگانِ دین سے منسوب پلاسٹک بیگ میں رکھے موئے مبارک کا عجب جدید رواج
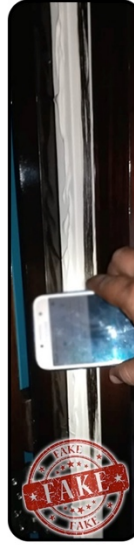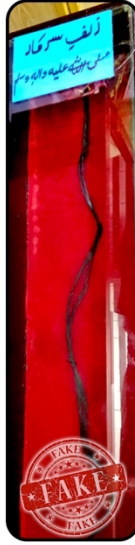
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ سے منسوب جعلی بال

امام حسین رضی اللہ عنہ سے منسوب

امام حسن رضی اللہ عنہ سے منسوب

مولا علی رضی اللہ عنہ سے منسوب

عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے منسوب

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے منسوب

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے منسوب

سرکار دو عالم ﷺ سے منسوب

غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے منسوب

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے منسوب

امامِ اعظم رضی اللہ عنہ سے منسوب

اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے منسوب

عباس علمدار رضی اللہ عنہ سے منسوب

چند جعلی تلواریں، اسناد، عصاء وغیرہ

خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ سے منسوب

اعلیحضرت امام احمد رضا خان سے منسوب

لعل شہباز قلندر سے منسوب

مولا علی اور امام حسین رضی اللہ عنہما سے منسوب تلوار

نبی کریم ﷺ سے منسوب تلوار

امام حسین رضی اللہ عنہما سے منسوب تلوار

امام حسین رضی اللہ عنہما سے منسوب تلوار

خود ساختہ سند
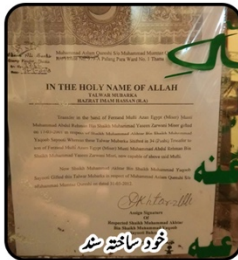
خود ساختہ سند

خود ساختہ سند

نبی کریم ﷺ سے منسوب عصاء

نبی کریم ﷺ سے منسوب عصاء

جعلی خود ساختہ نعلین

(یہ چند ہیں جو ہماری ٹیم نے مختلف مقامات پر دیکھے)
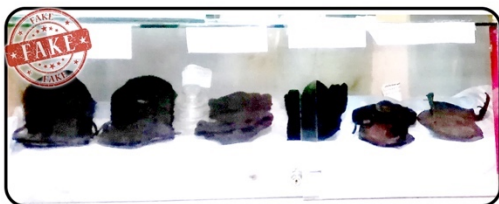
جعلی غلافِ کعبہ اور روضہ رسول کی چادریں

(فیکٹریوں، تیاری کے مراحل، جعلی اسٹاپ اور فائنل پروڈکٹ کی چند تصاویر)

جعلی تبرکات کا جگہ جگہ کھُلا بازار

(ہول سیل میں اس امت کو بیوقوف بنایا جا رہا ہے۔۔۔ یا الٰہی رحم فرما)

اوپر والی پوری لائن میں صحابہ کرام اور اولیاء عظام سے منسوب موئے مبارک ہیں، نیچے تین لائنوں میں دیگر اشیاء

اس شوکیس میں مختلف صحابہ و اولیاء سے منسوب موئے مبارک ہیں

نیچے کی لائن میں کُل بارہ نعلین تھے، ایک نعل بڑی شخصیت کو تحفہ دیا گیا